الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمه

البيان

لفصاحة القرآن

هذا بيان للناس وهدى وموعظة للمتقين

قد طبع هذا الكتاب بعون الله الوهاب باهتمام محمد عبد الواحد غفر له الله ولوالديه

في المطبع الانتظامي في بلدة كانفور ١٣١٢

کوس بھے لوگ خرید و فروخت کی چیزین لاکر ہزارونکے لین دین کرتے تھے مگر حق پوچھو تو اصل فائدہ اسمین
یہی تھا کہ ایک قبیلہ بلکہ ایک گھر کی ادنی بُرائی یا بھلائی اس مجمع مین کھُل کر فوراً تمام عربستان مین پھیل
جاتی تھی ہر ایک بات کے ڈھنگ بے تکلف اور سیدھے سادے تھے مگر نہایت پرتاثیر چنانچہ جسطرح یونان مین
کسی زمانے مین کشتی گیر اور شہسوار دنگل مین زور آزمائیان اور استانیان کیا کرتے تھے یہان شعرا طبع
آزمائیان کیا کرتے تھے تمام عرب کے بدوی لوگ اور ملک ملک کے مسافر جو آئے ہوئے ہوتے تھے بڑے
ذوق و شوق سے جمع ہوکر ایک میدان مین بخوش اسلوب بیٹھ جاتے تھے اُنہین سے ایک شخص کہ اپنا نام یا کام
یا مقام کچھ نہ بتلاتا تھا دفعتاً اُٹھ کھڑا ہوتا تھا اور حفظ اپنے اشعار پڑھنے شروع کر دیتا تھا بنیاد اُن اشعار کی
بہادری جوش و خروش خونریزی فخر خاندانی رفاقت دوستانہ سخاوت مہمان نوازی نیکنامی دوامی فرحت
مقام دریاؤن کی روانی جنگلون کی ویرانی کوہستان وحشتناک خوشنما جزیرے سرسبز جنگل اور ٹیلے حیوانات
کی وحشت یا گھوڑون اور اونٹون کی تعریف یا عشق یا دل کی اُداسی اور طبیعت کی پریشانی وغیرہ غرض
اسی قسم کے مضامین پر یہ لوگ اشعار پڑھتے تھے اور فقط کلام کا اثر اِن انجان لوگون سے اپنے مصنف کو
ایسے بے لاگ صلے تحسین یا نفرین کے دلواتا تھا کہ تمام میلے مین ایک دھوم مچ جاتی تھی ڈلنگی مین بھولو کبھی
لڑی سے عزت ملتی تھی یہان جو قصائد خلعت قبول پاتے تھے وہ ہرن یا بکری یا اونٹون کی جھلیون پر ابریشمی
کپڑون پر سُنہرے نقش و نگار ہو کر کعبے کے دروازون پر آویزان ہوتے تھے اور مُذہّبیہ یا معلقہ
کہلاتے تھے یہ صاحب قصیدہ کے لیے بڑا فخر ہوتا تھا اور اُسپر قبیلون سے مبارکبادی کے خطوط آتے تھے
حق پوچھو تو وہ بازار عام رائے لینے کے لیے ایک جمہوری کونسل کا جلسہ تھا غرض کعبے کی برکت یا اس شاعری
کے بہانے سے اُس صحرای وحشیانہ مین اس معاملۂ اتفاقی نے عجیب عجیب کام کیے ہمت اور شجاعت
عام پسند ہوگئی نسب دانی اور معلومات خاندانی سے بڑھکر لوگ تاریخ دان ہو گئے خاص پسند باتین عام پسند
ہوگئین اِن زبان آورون کا رعب و داب عزت و وقار سب پر چھانے لگا وحشی صحرائی مل بیٹھنے سے انسانیت
سیکھ گئے اور آپس کی کشاکشی بھی کم ہونے لگی پاکیزہ پاکیزہ الفاظ فصیح محاورے نمکین اصطلاحین اور عمدہ
مطلب حوالے استعمال مین آنے لگے بے تکلف اور بے مبالغہ کلام مین گرمی اور زور تاثیر پیدا کرنے کا

یونان میں
ایک زمانہ
[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امّا بعد

کتاب سنین اسلام مؤلفۂ ڈاکٹر لیٹنر مین بضمن حالات عرب لکھا ہی کہ شروع اسلام اور اس سے سو برس پہلے انمین ایک فخر اور بھی تھا یعنی فصاحت و بلاغت چنانچہ اسمین اُنھون نے اس قدر اقتدار بہم پہونچایا تھا کہ ایک فصیح صاحب تقریر جماعت کثیر کو صرف اپنے قدرت کلام سے جس ارادے سے چاہتا تھا روک لیتا تھا اور جدھر چاہتا جھونک دیتا تھا یہ کمال اس مرتبے پر پہونچا تھا کہ فصاحت قرآن کے لیے معجزہ ٹھہرے کلام کا اثر یہان تک بڑھ گیا تھا کہ اِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا یہ جوہر انکا ذاتی تھا کہ اشرف خاندانون کے بچے لطف زبان مثل طوطی اور [illegible] داستان کے ساتھ لیکر پیدا ہوتے تھے جب معرکۂ جنگ مین رجزخوانی[1] سے شجاعت کے جوش و خروش مین آجاتے تھے تو مخالفون کے جی چھوٹ جاتے تھے جب اپنے کشتون کی لاش پر نوحہ کرتے تھے تو سننے والون کے آنسو نکل پڑتے۔ گل و بلبل کی سی عبارت آرائی تو جانتے نتھے جنگل کے صحرائی اور پہاڑون کے شکاری تھے مگر زبان مین خدا نے وہ زور دیا تھا کہ جب اپنے ارادے پر کمر باندھکر قبیلے مین کھڑے ہوجاتے تو ہزارون کے دل ادھر سے اُدھر کر دیتے باوجود اسکے تکلیف و رآورد بالکل نتھی جو تھا اصل بیان اور صاف زبان تھی ایسے صاحب کمال خطیب کہلاتے تھے اور جس قبیلے مین ایسا کوئی شخص ہوتا تھا اسکے نام سے قبیلہ نامی گرامی ہو جاتا تھا جبل عرفات کے نیچے مکّے کے پاس عکاظ ایک مقام کا نام ہی وہان برسوین دن بازار لگتا تھا صد

[1] اشعار یکہ عرب ان در معرکہ او جنگہا در مقام مفاخرت از مردانگی و شجاعت قوم خود میخواندند "رجز" نامند

مخالفین نے بھی ان واقعات کو اپنی تواریخ و تصانیف مین متواتر نقل کیا ہی اور بڑے بڑے علماے مسیحین نے بھی قرآن کی عبارت و فصاحت کو بے مثل تسلیم کر لیا ہی چنانچہ ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب اپالوجی مین لکھتے ہین باین غرض کہ اوصاف قرآن بخوبی ظاہر ہوجاوین یہ بات ناظرین کے ذہن نشین رہے کہ جس زمانے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تھے فصاحت لسان اور صفاے بیان عرب مین بہت ترقی پر تھی اور شعر و سخن کی بھی بڑی قدر تھی چنانچہ ایک مورخ اہل اسلام کہتا ہی کہ اعجاز قرآن صفاے بیان اور لطافت عبارت اور تناسب فقرات مین ہی پس جو شخص اجنبی اسے تلاوت ہوتے سنتا ہی فوراً متنبہ ہوجاتا ہی کہ یہ عبارت تمام عبارت عربیہ سے اشرف اور اولی ہی کوئی جملہ اسکا کسی عبارت مین نقل ہو اگرچہ وہ عبارت کیسی ہی لطیف ہو مثل لعل درخشان کے ہی اور ایسا چمکتا ہی جیسے وہ جواہر جسکی جوت سے نظر خیرگی کرے اور اسکی عبارت ایسی ہی کہ کوئی شخص ویسی تحریر نہین کرسکتا اور جب سے یہ کتاب مشہور ہوئی تمام علما و فضلا اس مین متحیر اور متعجب رہے واضح ہو کہ سب لوگ قرآن کو معجزہ دائمی قرار دیتے ہین اور اسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رسالت کے اقوی دلائل گردانتے تھے اور افصح فصحاے عرب جنھین شب و روز یہی دھن رہتی تھی کہ کسیطرح عبارت آرائی مین کمال پیدا کیجیے علی رؤس الاشہاد دعوی کرکے فرماتے تھے کہ ایک ہی سورہ اسکے مثل کی لاؤ روایت ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شریعت کو علانیہ لوگوں پر ظاہر کیا تو جب تک ایک شخص ابن ربیعہ نامی با شندہ یمن کافر تھا اور یہ شخص ان سات شاعرون مین سے تھا جنکے قصائد مسمی بمعلقات تبرکاً و تیمناً کعبے مین معلق تھے اور انمین سے ایک قصیدے کی ابتدا مین یہ شعر تھا ؎ الا کل شيء ما خلا الله باطل - وكل نعيم لا محالة زائل + تھوڑے عرصے تک تو ایسا کوئی شاعر نہ نکلا کہ اس بیت کے مثل کوئی شعر کہتا لاکن آخر الامر وہ سورہ قرآن جسے سورۂ براۃ کہتے ہین کسی دروازے پر کعبے کے معلق کی گئی پس جب ابن ربیعہ نے پہلی چند آیتین اس سورہ کی دیکھین تو ایسا متحیر و متاثر ہوا کہ کہنے لگا کہ ایسی آیتین بے وحی الٰہی کوئی شخص نہین کہہ سکتا اور فوراً اسلام قبول کرلیا واضح ہو کہ عرب کو جو تلاوت قرآن سے تعجب اور تحیر پیدا ہوتا ہی تو اسکی یہ وجہ ہی کہ اس کتاب کی عبارت ایسی عمدہ ہی کہ سحر کہنا چاہیے اور یہی سبب ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نثر شعر کی خوبیون سے مزین کی ہی اسواسطے کہ آیات مین قافیہ بندی کی ہی اور اسطرح لکھی ہی کہ کہین سلسلۂ عبارت منقطع نہین ہوتا

شوق بوڑھے سے لیکر بچے تک عام ہوگیا اسی بازار کا سبب ہی کہ زبان عرب مین اکثر اشخاص اور اشیا
کے لیے وجہ تسمیہ ہین اور اُسی طرح ابتک مشہور ہین چھوٹی چھوٹی باتون کے قصّے یہان تک کہ ایک بدوی
عورت نے جو لفظ اپنے اونٹ کو پانی پلانے مین کہا وہ بھی مشہور ہوکر گھر گھر زبان زد ہوگیا جسکو ابتک ہر شخص
جہان چاہتا ہی نظم و نثر مین کہاوت کی طرح بول جاتا ہی کہ یہ شہرت آج اخبارون مین اشتہار دینے سے بھی
نصیب نہین ہوتی انتہیٰ - اور جسٹس امیر علی صاحب اپنی کتاب ای کرٹکل اگزامنیشن آف دی لائف
اند ٹیچنگس آف محمد مین لکھتے ہین - جزیرہ نماے عرب کے باشندون کو فقط فن شعر اور فصاحت و بلاغت اور
علم نجوم کا شوق تھا عقدہ[۲۱] کے سالانہ جلسون مین شعراے عرب طبع آزمائی کی غرض سے مشاعرے کرتے
تھے اور قبائل عرب مین علی الخصوص اُن قبائل مین جو عرب مین سکونت پذیر تھے اور خانہ بدوش نہ تھے
طرز حکومت ایسا تھا کہ کسیقدر شخصی اور کسیقدر جمہوری تھا اور اُنکو اپنی آزادی اور خود سری پر ہمیشہ گھمنڈ
رہتا تھا اور اسیوجہ سے علم فصاحت و بلاغت مین اُنھون نے بڑی ترقی کی تھی الغرض ان وجوہ سے
عرب کی زبان مین ایک عجب حُسن و لطافت پیدا[۲۲] ہوگئی تھی شعرگوئی اُنکی جان اور روح تھی یہان تک
لڑائیون مین بھی وہ آتش مزاج صحرائی اپنی عورتون کی غزلخوانی کی برکت سے دشمن پر فتحیاب ہوتے تھے
اور اُس سے انتقام لیتے تھے انتہیٰ - اب جاننا چاہیے کہ اُنھین لوگون مین تیئیس[۲۳] برس تک قرآن شریف نازل
ہوتا رہا اور اُنکے ہر قبیلے و جلسے مین علی رُوس الاشہاد عموماً لوگون کو بار بار سُنایا گیا پس صدہا قبیلے کے لوگ
تو فقط اسکی فصاحت و بلاغت ہی پر فریفتہ ہوکر مسلمان ہوگئے اور جو لوگ دولت اسلام سے مشرف
نہوے وہ بھی اسکو فصاحت و بلاغت مین بے نظیر ہی سمجھتے رہے کسی نے کبھی اسکی عبارت و فصاحت پہ
کوئی اعتراض نکیا من ادعیٰ فعلیہ البیان ہان کسی نے اگر اعتراض کیا تو یہی کہ یہ دلون کو ایسا موہ
لیتا ہی جیسے جادو آدمی کو بے اختیار کر دیتا ہے یا ولولون کے اُبھارنے اور شوق و نصوبون کے بڑھانے مین
یہ عمدہ اشعار و سار اجیز[۲۴] کا کام کرتا ہے غرض بموجب ؎ ولا عیب فیھم غیر ان سیوفھم + بھن فلول
من قراع الکتائب + کے اعتراض کیا تو یہی سب اعتراض کیا مگر کسی نے یہ کبھی نہ کہا کہ قرآن کا فلان لفظ
غیر فصیح ہی اور فلان جملہ قبیح یا فلان معقد اور فلان غیر منتقد وغیرہ وغیرہ چنانچہ اہل قرآن کے سوا مورخین

[۲۱] عقدہ عکاظ کا شاید دوسرا نام ہے یا عکاظ کے قریب کوئی دوسرا مقام ہے ۱۲ محفوظ

[۲۲] ڈی سلین بورٹ کا ترجمہ تاریخ ابن خلدون دیباچہ صفحہ ملاحظہ ہو ۱۲ مولف

[۲۳] صحیح تیئیس ۱۲ محفوظ

اور مسٹر ائڈ ورڈ لین نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ قرآن کی بہت سی نقلون سے وہی اعجاز کا سا خاصہ
یگانگیت اور عدم قابلیت تحریف کا ستن ثابت ہوتا ہی۔ اور مسٹر کارلائل کا بیان ہی کہ یہ کتاب یعنی قرآن
سب سے اول اور سب سے اخیر جو عمدگیان ہین وہ اپنے مین رکھتا ہی اور ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہی بلکہ در اصل
ہر قسم کے وصف کی بنا صرف اُسی سے ہو سکتی ہی اور خطبات احمدیہ مین ہی کہ ایک اور مصنف نے کوارٹرلی
ریویو مین قرآن مجید کی نسبت یہ مضمون لکھا ہی کہ اُن تبدلات مضامین مین جو مثل برق کے تیز و طرار ہین
اس کتاب کی ایک نہایت بڑی خوبصورتی پائی جاتی ہی اور گوتھ کا یہ قول بجا ہی کہ جسقدر ہم اُسکے قریب
ہوتے جاتے ہین یعنی اُسپر زیادہ غور کرتے ہین وہ ہمیشہ دور کھنچتی جاتی ہی یعنی زیادہ اعلیٰ معلوم ہوتی ہی وہ بتدریج
فریفتہ کرتی ہی پھر متعجب کرتی ہی اور آخر کار فرحت آمیز تحیر مین ڈالدیتی ہی وہی مصنف ایک اور مقام پر لکھتا ہی
کہ شادی اور غم اور محبت اور بہادری اور جوش کے وہ عظیم الشان اظہارات جنکی محض آوازہای بازگشت اب
ہمارے کانون پر اثر کرتی ہین محمد کے وقت مین پوری پوری آواز رکھتے تھے اور محمد کو سب سے زیادہ نامی گرامی
لوگون سے کچھ ہمسری ہی کرنی نہین پڑی تھی بلکہ اُنپر فوقیت حاصل کرنی تھی اور اپنے کلام کو اپنی رسالت
کی علامت اور دلیل گردانا پڑا تھا ایک اور مقام پر یہی مصنف لکھتا ہی کہ ہم دفعتاً اور اتفاقیہ اس عجیب کتاب
کی ماہیت کی طرف متوجہ ہوتے ہین جسکی اعانت سے عربون نے سکندر اعظم کے جہان سے بڑا جہان اور روم
کی سلطنت سے وسیع تر سلطنت فتح کرلی اور جسقدر زمانہ کہ روم کو اپنی فتوحات حاصل کرنے مین درکار ہوا تھا
اُسکا دسوان حصہ بھی نہ لگا یہ ایسی کتاب ہی جسکی اعانت سے جملہ بنی سام مین یہی لوگ بحیثیت سلاطین یورپ
مین آئے تھے جہان کہ اہل فنیشیا تاجرون کی حیثیت سے اور یہود پناہ گیرون یا قیدیون کیطرح پر آئے تھے یہی
لوگ جبکہ تاریکی محیط ہو رہی تھی یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندہ کرنے اور اہل مغرب و اہل مشرق کو فلسفہ
طب ہیئت نظم لکھنے کا خوشنما اور دلچسپ فن سکھلانے اور علوم جدیدہ کے بانی مبانی ہوے تھے
اور ہم لوگون کو غرناطہ کی تباہی کے دن پر ہمیشہ کے واسطے رولانے کو آئے تھے اور مسٹر سیل اسطرح پر
لکھتے ہین کہ یہ بات علی العموم مسلم ہی کہ قرآن قریش کی زبان مین جو جملہ اقوام عرب مین شریف ترین اور
مہذب ترین قوم ہی انتہا کی لطیف اور پاکیزہ زبان مین لکھا گیا ہی لیکن اور زبانون کی بھی کسیقدر آمیزش

اور اختلاف طرز تحریر سے لطف عبارت اور بھی زیادہ ہوگیا ہی چنانچہ بعض مقامات پر محاورہ سہل اور روزمرہ مین نہین لکھا ہی بلکہ عبارت مین رنگینی اور قافیہ بندی کی ہی جیسا کہ ایک مقام پر گویا جناب باری کی تصویر کھینچی ہی کہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہی اور نئے بندوبست قواعد و احکام نافذ فرما رہا ہی وہ آیات جنمین نعمات ابدی بہشت کا ذکر ہی ایسی فصیح اور شیرین ہین کہ اُنکے سُننے سے دل بیچین ہوا جاتا ہی اور جنمین شعلہای آتش جہنم کا بیان ہی اُنسے ایسی دہشت اور خوف معلوم ہوتا ہی کہ قلب ٹکڑے ہوا جاتا ہی آدری صاحب لکھتے ہین راقم کہتا ہی کہ من حیث الفصاحۃ والبلاغۃ قرآن افضل اور اشرف کتب ممالک مشرقیہ ہی ازبسکہ باشندگان ممالک مذکورہ کو قدیم الایام سے شعر سے ایک مذاق خاص ہی لہذا موافق اُنکے مذاق طبیعت کے اکثر قرآن مقفی لکھا گیا ہی اس بات کے سب قائل ہین کہ یہ کتاب بکمال نفاست و لطافت عبارت محاورہ قبیلۂ قریش مین جو اعلی اور اشرف قبائل عرب تھا لکھی گئی ہی لیکن بعض مقامات پر اور قبیلے کے محاورات بھی لکھے ہین اگرچہ یہ امر بہت شاذ و نادر ہی لاریب یہ کتاب زبان عرب کی محک ہی اور مضامین عالیہ اور استعارات لطیفہ سے مملو ہی اور اگرچہ بعض مقامات مین اسکی عبارت مبہم ہی اور درجۂ تعلّی کو پہونچ گئی ہی تاہم اکثر عبارات و مضامین ایسے عالی اور مؤثر ہین کہ مصدق قول گوتھ ہین مورخ موصوف و مشہور کہتا ہی کہ قرآن ایسی کتاب ہی کہ پہلے تو پڑھنے والے کو اُسکی عبارت سُست اور بے لطف معلوم ہوتی ہی لیکن بعد ازان اُسکی خوبیون پر فریفتہ ہوجاتا ہی اور آخر الامر اُسکی خوبصورتیون پر ایسا شیفتہ ہوجاتا ہی کہ تاب ضبط نہین باقی رہتی انتہی - اور گاڈفری ہگنس نے ویٹ صاحب کا قول لکھا ہی کہ اس الہام یعنی قرآن کی عمدہ عبارات اور اُسکے جلوون کا میل اور بلندی خیالات کو سب نے تسلیم کیا ہی پھر اُسکا یہ قول ہی کہ قرآن کی اصل خوبی کے ہم منکر نہین، مین ہم اسکی عبارت کو عموماً خوشنما اور اکثر فائق مانتے ہین صاحب موصوف لکھتے ہین کہ اسکو پریڈوکس نے بھی تصدیق کیا ہی جسکا یہ قول ہے یہ تسلیم کرنا ضرور ہے کہ قرآن کی عبارت اور زبان عربی زبان کی عمدگی کا نمونہ ہی اور مدرس سکندر فریزر ٹیلر نے اپنی لب التواریخ مین لکھا ہی یہ عجیب بات ہی کہ اس کتاب کی عبارت ایسی شُستہ و رفتہ ہی کہ زبان عربی کے لیے ایک نمونہ ٹھہرا اور محمد نے اپنی نبوت کی صداقت کے لیے مخصوص اسکی عبارت پر بنیاد ڈالی اور دوسرے آثار نبوت کے فقدان مین اُسنے اپنی بی علمی کو قرآن کی عبارت سے نسبت دیکر دعوی مصمم کیا کہ اعجاز کے لیے قرآن کی عبارت کافی ہے

عرب کے جمع ہونے سے اور شعرای عرب کے باہمی مباحثون اور مشاعرون سے زبان عربی ایک باقاعدہ اور لطیف وسلیس زبان ہوگئی مگر بقول ایک مورخ جرمنی کے کہ عربی زبان کو جس چیز نے ایک باقاعدہ اور مضبوط بنیاد پر قائم کردیا اور باقی رکھا وہ قرآن مجید ہی اور یہ وہ کتاب ہی جسکی برکت سی عرب نے اتنے ملکون کو فتح کرلیا جو اسکندر اعظم کی مملکت سی عظیم تر اور سلطنت قاہرہ رومیۃ الکبریٰ سے وسیع تر تھا اور جن ممالک کو اسکندر اعظم اور رومیون نے صدہا برس مین فتح کیا تھا انکو عرب نے دس بارہ برس مین مسخر کرلیا اور یہ وہ کتاب ہی جسکی برکت سے تمام اولاد سام بن نوح مین سے صرف عرب نے یورپ مین اگر سلطنت کی جہان اہل فنشیا سوداگر بنکر اور یہود سفر ور اور مسافر بنکر رہے تھے اور یورپ مین سلطنت کی تو کیونکر کی کہ علم کا چراغ روشن کرکے تمام دنیا کو دکھادیا اور جس زمانے مین ظلمت جہالت تمام یورپ پر چھائی ہوئی تھی اُس زمانے مین عرب ہی نے یونان کے علم و حکمت کو دوبارہ زندہ کیا اور فلسفہ و طب و ہیئت اور شعر و سخن ایشیا و یورپ دونون اقلیمون کو سکھایا اور اندلس کو گہوارہ علوم جدیدہ بناکر غرناطہ دار العلوم کے زوال و بربادی پر آیندہ کی نسلون کو خون کے آنسو رولایا قرآن کی حقیقت کیا بیان کیجائے کہ وہ کیسی کتاب ہے اور اُسمین سادگی کے ساتھ کسقدر بلند پروازی کی ہی اور اُسکی عبارت کیسی فصیح و بلیغ ہی اور مضامین کیسے عالی و لطیف و پاکیزہ ہین اور کیسے استعارات سے مملو ہی اور کیسے کیسے مضامین آبدار صاعقہ وار چمک رہے ہین جنسے ثابت ہوتا ہی کہ ایک ناصح امین نصیحت کررہا ہی اور ایک حکیم فلسفی اسرار و غوامض حکمت الٰہی بیان کررہا ہی اور ایک ستم رسیدہ محب وطن کس جوش و خروش اور ولولۂ وطنیت سے اپنی قوم کی بداعمالی اور ذلت وخواری پر زجر و توبیخ کررہا ہی اور ان سب امور کے ساتھ ہی خداوند عالم و عالمیان ایک عبد صالح کے ذریعے سے اُن اصول حقہ کو جنپر کل عالم اخلاق کا دار و مدار ہے کیونکر ظاہر کررہا ہی اور جو رعب و ہیبت احکام قرآنی سُنکر اُس زمانے کے بڑے بڑے شعرای عظام کے دل پر طاری ہوتا تھا اُس سے ثابت ہوتا ہی کہ اس کلام پاک کی کیسی قوی تاثیر اُس قوم پر ہوئی تھی گو قرآن مجید کی آیات اس وجہ سے متفرق اور پریشان معلوم ہوتی ہین کہ مختلف اوقات مین نازل ہوئین اور اُن ساعات مین نازل ہوئین جبکہ کفار طرح طرح کی ایذا مین اور صدمے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچا رہے تھے یا جب آپ میدان کارزار مین مصروف جہاد تھے یا صرف مقاصد عملی کے لیے نازل ہوئی تھین تاہم قرآن مجید مین ایک قوت اور متانت اور ایک جوش و ولولہ ایسا پایا جاتا ہی جس سے

ہے گو وہ آمیزش بہت ہی قلیل ہی وہ لاکلام عربی زبان کا نمونہ ہی اور زیادہ پکے عقیدے کے لوگون کا یہ قول ہی
اور نیز اس کتاب سے بھی ثابت ہی کہ کوئی انسان اسکا مثل نہین لکھ سکتا اور اسی واسطے اسکو لازوال معجزہ
قرار دیا ہی جو مردے کے زندہ کرنے سے بڑھکر ہی اور تمام دنیا کو اپنی ربانی الاصل ہونیکا ثبوت دینے کے
لیے اکیلا کافی ہی اور خود محمد صلعم نے بھی اپنی رسالت کے ثبوت کے لیے اسی معجزے کی طرف رجوع کیا تھا
اور بڑے بڑے فصحاے عرب کو (جہان کہ اُس زمانے مین اس قسم کے ہزارہا آدمی موجود تھے جنکا محض
یہ شغل اور حوصلہ تھا کہ طرز تحریر اور عبارت آرائی کی لطافت مین لائق اور فائق ہو جاوین) علانیہ کہلا بھیجا تھا
کہ اسکے مقابلے کی ایک سورۃ بھی بنا دو آس بات کی اظہار کے واسطے کہ اس کتاب کی خوبی تحریر کی اُن ذی لیاقت
لوگون نے در اصل تعریف و توصیف کی تھی جنکا اس کام مین بصر ہونا مسلم ہی بیشمار مثالون کی ایک مثال کو
بیان کرتا ہون لبید بن ربیعہ کا ایک قصیدہ (جو محمد صلعم کے زمانے مین سب سے بڑے زبان آورون مین
تھا) خانہ کعبہ کے دروازے پر چسپان تھا (یہ رتبہ نہایت اعلیٰ تصنیف کے واسطے مرعی تھا) اور کسی شاعر کو
اُسکے مقابلے مین کسی اپنی تصنیفات کو پیش کرنے کی جرأت نہوتی تھی لیکن جبکہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد
قرآن کی دوسری سورۃ کی آیتین اُسکے مقابلے مین لگائی گئین تو خود لبید (جو اُس زمانے مین مشرکین مین
سے تھا) شروع ہی کی آیت پڑھکر بحر تحیر مین غوطہ زن ہوا اور فی الفور مذہب اسلام قبول کر لیا اور بیان کیا
کہ ایسے الفاظ صرف نبی ہی کی زبان سے برآمد ہو سکتے ہین قرآن کا طرز تحریر عموماً خوشنما اور روان ہی بالخصوص
اُسجگہ جہان کہ وہ پیغمبرانہ وضع اور توریتی جملون کو نقل کرتا ہی وہ مختصر اور بعض مقامات مین مبہم ہی اور مشرقی
ڈھنگ کے موافق پر حیرت کی صنعتون سے مرصع اور روشن اور پُر معنی جملون سے مزین ہی اور اکثر جگہ اور
علی الخصوص اُس مقام پر جہان کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و اوصاف کا بیان ہی نہایت عالی درجہ اور رفیع الشان
ہی انتہی - اور جسٹس امیر علی اپنی کتاب لائف انڈ ٹیچنگس آف محمد مین لکھتے ہین فصاحت و بلاغت مین تو
یونانی بھی عرب پر گوے سبقت نہین لیگئے اور علم معانی و بیان کے قواعد کو انھون نے ایسا مرتب و منضبط
کر دیا کہ کسی قوم نے نہین کیا قبائل عرب کے باہمی نفاق اور حسد کی وجہ سے اُنکے محاورات مین اختلاف
تو باقی رہا مگر ایک وسیع قومی زبان اُنکی پیدا ہو گئی جو حجاز مین بولی جاتی ہی اور ہر سال مقام عکاظ مین تمام قبائل

اُترکر جسے اسے شہر توم آیا + اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا + اب ان حضرات کی ان تصریحات و تصنیفات
کے سوا یہ بھی جاننا چاہیے کہ بہت سے عربی دان عیسائیون نے قرآن شریف کا ترجمہ روسی و فرانسیسی و جرمنی
و انگریزی وغیرہ مین کیا ہی لیکن کبھی کسی نے اسکی فصاحت و بلاغت پر کچھ چون و چرا نکیا بلکہ جرمن و فرانس کے
لوگون نے تو قرآن کو عربی کی ایک ایسی بےمثل فصیح و جلیل الشان کتاب سمجھا ہی کہ جو لوگ وہان عربی سیکھتے ہین
اُنکی کتب نصابیہ مین اسکو داخل کیا ہی غرض مخالفین قرآن سے بھی قرآن کی فصاحت و بلاغت وغیرہ برابر مقبول
ہوتی چلی آتی ہی ع فالفضل ما شهدت به الاعداء + دیکھیے بالفعل لنڈن مین مسٹر سیر اِلس نے
بطور ڈکشنری قرآن ایک کتاب مسمی بسلک البیان فی مناقب القرآن لکھی ہی اور اُسمین اسکے ہر ہر لفظ کی
تحقیق کی ہی لیکن کہین کسی لفظ کی عدم فصاحت وغیرہ کی بابت کچھ نہین لکھا ہی پس جب ان مخالفین و
نکتہ چین لوگون نے بھی اسکی عبارت و عربیت کو بےمثل تسلیم کرلیا ہی تو اب اسپر کون مُنھ آسکتا خصوصًا
کوئی عیسائی بمقابل اپنے ان بزرگوار اکابر کے کیونکر دم مار سکتا اور لب ہلا سکتا ہی ع مگس ز دعوی پروانہ
لب فرو بندد + چو جبرئیل در آید ببال جنبانی + لیکن باوجود اسکے بھی آجکل کے بعض متنفرہ جنکو عربی کے
سوا اُردو اپنی مادری زبان بھی نہین آتی اور معمولی درسی کتابون کی عبارت بھی صحیح نہین پڑھی جاتی
بموجب من لم یحسن الفقه فقد صنف فیه کتابًا کے اُنھون نے قرآن شریف کی فصاحت و
بلاغت پر اعتراض کرنے کو اپنا مایۂ فخر و سرمایۂ قابلیت و امتیاز سمجھا ہی چنانچہ ایک صاحب نے اپنے رسالۂ ناتمام
المسماۃ بنفحۃ الاسلام مین یہ لکھا ہی قولہ حمد حسین پیرای کن فکان رنگین فرمای شقائق نعمان
و نگار آرای گل و ریحان کے بعد عاصی حسن علی مظہر مدعا ہی کہ علمای دین محمدیہ سطر گیارھوین بارھوین
صفحہ دسوان مختصر المعانی مطبوعہ مطبع احمدی کو ملاحظہ فرمائین والضابطة ههنا ان کل ما یعده
الذوق الصحیح ثقیلا متعسر النطق فهو متنافر سواء کان من قرب المخارج او بعدها اور یہان
تنافر کی شناخت کے لیے یہ ضابطہ بیان کیا ہی کہ ذوق صحیح تنافر کل کو ثقیلا متعسر النطق کے لیے شمار کرے
بس وہی متنافر ہی برابر ہی کہ متنافر قرب المخارج سے ہو یعنی جو حروف کہ ایک مخرج سے نکلے ہون
وہ قریب قریب ہون یا بعید بعید امثلۂ قرب المخارج نحو اعهد سورۂ یٰس ع سورۂ آل عمران ع

صاف اس آیت نے انکی ہدایت کی تصدیق ہوتی ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى یا جیسے کہ ایک فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے شعر در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند + ہرچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم + اس زمانے مین اہل یورپ کی عادت پڑ گئی ہے کہ قرآن مجید کا استخفاف و استہجان کرتے ہین اور فصاحت بیانی اور عالی مضمونی کے اعتبار سے اُسکو ادنیٰ ادنیٰ یونانی اور لاطینی کتابون سے بھی کم سمجھتے ہین اسلیے اس مقام پر ہم ووش صاحب مورخ کا کلام بجنسہ نقل کرتے ہین تاکہ ہماری یہ رائے تعصب مذہبی پر نہ محمول کیجائے وہ فرماتے ہین کہ وہ کلمات رنج و راحت اور عشق و محبت اور ہمت و شجاعت اور غیظ و غضب جنکی کچھ خفیف سی صدائین اب ہمارے کان مین آتی ہین پیغمبر اسلام کے زمانے مین بہت پُرمعنی اور پُرتاثیر کلمات تھے اور آپ کو افصح الفصحا اور ابلغ البلغا سے صرف برابری نہین کرنی پڑی بلکہ اُنپر فوق لیجانا پڑا اور جو کچھ آپ فرماتے تھے اُسکی فصاحت و بلاغت کو اپنے دعویٰ رسالت کی دلیل گردانا پڑا آپکے پیشتر کے شعرا نے عاشقانہ اشعار بہت کہے تھے چنانچہ عنترہ نے جسکے عشق کا حال ایک بہت مشہور داستان مین لکھا ہے اور امرء القیس نے جسکو آنحضرت صلعم نے پیشوای شعرای عرب مگر رہنمای اہل جہنم فرمایا ہے نہایت عالی اور آبدار مضامین عشقیہ نظم کیے اور شراب و کباب اور معشوقان ماہ وش و سیمین تن کی تعریف مین فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیے مگر آنحضرت صلعم نے عاشقانہ مضامین نہین نظم کیے نہ کوئی عاشقانہ غزل کہی اس دنیای فانی کے رنج و راحت نہ عرب کی شمشیر آبدار و شتر بے مہار نہ عرب کے رشک و حسد اور خواہش انتقام نہ کسی قوم و قبیلے کے آبا و اجداد کی شجاعت و جوانمردی نظم کی نہ کوئی ایسا مضمون فرمایا جس سے معلوم ہو کہ آپ کے نزدیک وجود بشر کی کوئی حقیقت ہی نہین ہے اور انسان کے لیے فنای محض و مطلق ہے الغرض آپنے لوگون کو شعر و سخن نہین سکھایا بلکہ اسلام سکھایا اور کیونکر سکھایا کہ زمین و آسمان کو شق کر کے جنت و نار کو مجسم کر کے دکھا دیا لقولہ تعالیٰ وَمَا هُوَ بِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ووش صاحب کی تقریر اخبار کوارٹرلی ریویو صفحہ ۲ مین ملاحظہ ہو اور اسی مین یہ صاحب فرماتے ہین - پروفیسر پارس صاحب مرحوم کا قول ہے کہ کوئی چیز عیسائیان روم کو اُس ضلالت و غوایت کے خندق سے نہ نکال سکتی تھی جس مین وہ گر پڑے تھے سوائے اُس آواز کے جو سرزمین عرب مین غار حرا سے آئی اُسی آواز نے اعلاء کلمۃ اللہ دنیا مین کیا جس سے یونانی انکار کرتے جاتے تھے اور اعلاء کلمۃ اللہ ایسے عملی پیرایے مین کیا کہ اُس سے بہتر ممکن نہ تھا سچ ہے ۵

آسان تحریر مین مخبوط ہوکر ایسے سخت مغلطے مین پھنسے کہ جس سے اب کسی طرح نہین نکل سکتے چنانچہ ہم اُسکو کچھ ملخصًا لکھتے اور تلخیصًا بیان کرتے ہین جاننا چاہیے کہ صاحب مختصر المعانی نے پہلے فصاحت کے معنی لکھے اور اُسکے بعد فرمایا کہ کلمہ اور کلام اور متکلم تینون فصاحت سے موصوف ہوا کرتے ہین مثلًا کہا کرتے ہین کہ یہ کلمہ فصیح ہی اور یہ کلام اور قصیدہ فصیحہ ہی اور یہ متکلم یا کاتب یا ناظم و شاعر فصیح ہی اسکے بعد مفرد یعنی کلمے کی فصاحت کی تعریف شروع کی اور یہ فرمایا فالفصاحة فی المفرد خلوصه من تنافر الحروف والغرابة ومخالفة القیاس اللغوی یعنے فصاحت مفرد مین تنافر حروف اور غرابت لفظی اور مخالفت قیاس لغوی سے اُسکا خالص و خالی ہونا ہی اسکے بعد تعریف فصاحت مفرد مین جو لفظ تنافر واقع ہی اُسکی یہ تفسیر کی فالتنافر وصف فی الکلمة یوجب ثقلها علی اللسان وعسر النطق بها یعنی تنافر کلمے مین ایک وصف ہی جسکے سبب سے وہ کلمہ زبان پر بھاری ہو جاتا ہی یعنے اُسکا تلفظ گران و مشکل ہوتا ہی اسکے بعد لفظ مستشزرات کو اسکی نظیر مین دکھلانے کے لیے امرء القیس کے اس شعر کو نقل کیا ؎ غدائرها مستشزرات الی العلی + تضل العقاص فی مثنی و مرسل + اسکے بعد اُس ضابطے کو جسے پادری صاحب نے محض بے رابطہ نقل کیا ہی اور بی تخصیص و تلخیص کے اُسکا خلاصہ بھی لکھا ہی تحریر فرمایا والضابطة ههنا ان کل مایعده الذوق الصحیح ثقیلا متعسر النطق فهو متنافر سواء کان من قرب المخارج او بعدها او غیر ذلك علی ما صرح به ابن الاثیر فی المثل السائر یعنے تنافر کی معرفت کا یہ ضابطہ ہی کہ جسکو ذوق صحیح ثقیل و متعسر النطق سمجھے وہی متنافر ہی عام ازین کہ قرب مخارج سے ہو یا بُعد مخارج سے یا اسکے سوا اور کسی امر سے خلاصہ یہ کہ امر منافرت قرب مخارج و بُعد مخارج وغیرہ پر موقوف نہین ہی بلکہ اسکا مدار فقط اہل لسان کے ذوق صحیح پر ہی چنانچہ اس امر کی تایید اسی ضابطے کی تکمیل و تفصیل مین خود مصنف رح نے مطول مین اسطرح سے کی قال ابن الاثیر لیس التنافر بسبب بُعد المخارج وان الانتقال من احدهما الی الاخر کالطفرة ولا بسبب قُربها وان الانتقال من احدهما الی الاخر کالمشی فی القید لانا نجد غیر متنافر من القریب المخارج کالجیش والشجی وفی التنزیل الم اعهد ومن البعیدة ما هو بخلافه کملع بخلاف علم ولیس ذلك ان الاخراج من

عہد احد اخذ اعداء اعلون اخری اعقاب اغنیاء اخرجوا اخزیت اعدت اخلق سورۃ البقرۃ ع اخراج اهله احق اعجب اعلوا حل اخطأنا اغرقنا سورۃ النساء ع اعرضوا احصن اعتدنا اخوات اعد اخرتنا احسانا سورۃ الانعام ع اعبد اهواء احسن احب سورۃ المائدۃ ع احیاء سورۃ الھود ع اهلك اعوذ احکموا عظ اعین اخاف اعمال امثلہ بُعد المخارج نحو اسرع سورۃ الانعام ع سورۂ یونس ع اسرع استعجال سورۃ البقرۃ ع اتخذ عہدہ واتخاذ انعمت اضعافا اکراہ ابتغاء اصلاح اصحب اخرۃ اربعۃ اشہر افرغ هذہ اطعنا اتخذوہ اب انصاف فرماکے امثلۂ مسطورۃ الصدر سوا من قرب المخارج او بعدہا عبارت علامۃ التفتازانی قبول فرمائین ورنہ صاف صاف مطلب مع امثلہ بزبان اردو تحریر فرمائین اقول مشہور ہی کہ یہ پادری صاحب لکھنؤ کے رہنے والے ہین اور مدت تک ڈونٹی کالج الہ آباد کے پروفیسر رہے یا پادری ہوپر صاحب کے نیچے کچھ کام کرتے رہے ہین اور یہان کلکتے مین بھی ایک معزز پیچر بلکہ بہت سے پیچرون کے افسر ہین لیکن باوجود اسکے بھی نتیجہ تو پادری صاحب عربی سمجھتے ہین، ورنہ اُردو جانتے ہین بہت شور سُنتے تھے پہلو مین دل کا + جو چیرا تو ایک قطرۂ خون نہ نکلا + چو بانگ دہل ہولم از دور بود بعینہ در رم عیب مستور بود + کیونکہ پادری صاحب نے مختصر المعانی سے جو ضابطہ نقل کیا ہی اور بزعم خود اُسکا خلاصہ بھی لکھا ہی وہ ایسے بھونڈے طور پر لکھا ہی کہ نہ تو اُس سے پادری صاحب کا کوئی مطلب حاصل ہوتا ہی اور نہ اُنکے مخالفین پر کوئی الزام عائد ہوتا ہی بلکہ یہ خلاصہ اُنھین سے کچھ مطالبہ کرتا ہی کما سیأتی ہے فکنت اری زیدا کما قیل سیدا + اذا انه عبد القفا واللهازم + جاننا چاہیے کہ قرآن شریف کا یہ بھی ایک معجزہ ہی کہ جو اسکے معارضے کے لیے کچھ لب ہلاتا ہی وہ آسان سے آسان کامون مین بھی مخبوط و مبہوت ہو جاتا ہی دیکھیے شفا قاضی عیاض مین لکھا ہی کان یحیی بن حکیم الغزال بلیغ الاندلس فی زمنه فحکی انه رام شیئا من هذا (ای معارضة القرآن) فنظر فی سورة الاخلاص لیأتی علی اسلوبها وینظم الکلام علی منوالها قال فاعترتنی منه خشیة ورقة حملتنی علی التوبة والانابة انتهی وسیأتی ما حکی عن ابن المقفع بناء علیہ پادری صاحب بھی اپنی

الشفهية واذا نظر منها شئ من الالفاظ كان جميلا حسنا كقولنا فم فهذه اللفظة
من حرفين هما الفاء والميم وكقولنا ذقنه بفمي وهذه اللفظة مؤلفة من الثلاثة
بجملتها وكلاهما حسن لا عيب فيه وقد ورد من المتباعد المخارج شئ قبيح ايضا ولو كان
التباعد سببا للحسن لما كان سببا للقبح اذ هما ضدان لا يجتمعان ومن ذلك انه
يقال ملع اذا عدى فالميم من الشفة والعين من الحروف الحلق واللام من وسط اللسان
وكل ذلك متباعد ومع هذا فان لفظة مكروهة الاستعمال ينبغي الذوق السليم
عنها ولا يستعملها من عنده معرفة بفن الفصاحة وههنا نكتة غريبة وهو انا
اذا عكسنا حروف هذه اللفظة صارت علم وعند ذلك يكون حسنة لا مزيد على
حسنها وما ندري كيف صار ذلك القبح حسنا لانه لم يتغير من مخارجها شيئا فيه
ذلك ان اللام لم تزل وسط والعين والميم يكتنفانها من جانبيها ولو كان هذا القران
معتبرا في الحسن والقبح لما تغيرت من ملع وعلم فان قيل ان اخراجا الان فيه فوائد
الى الشفة ايسر من ادخالها من الشفة الى الحلق فان ذلك انحدار ضعها المناسبة لها
اسهل من الصعود قلت في جواب ذلك اي اقول لو استمر لذلك ونق ومنها انه اذا عرف
لكنا نرى ما اذا عكست حروفه من الشفة الى الحلق او من انحذه حرا يستخرج منه الدر
الشفة واذا عكسنا ذلك صار ابلغ وكلاهما حسن ملاته من المكاتبات وكفى بالقران
وهو الاناءة فاذا عكسنا هذه اللفظة صارت ملح على المليك ايها المترشح لهذه الصناعة
وكلاهما ايضا حسن مليح وكذلك نقول عقر ورقع ونه فانها تجارة لن تبور ومنبع لا
وملق وكلم وملك ولو شئت لاوردت من ذلك الامثلة خلاصه يه هی که اديب ماهر اور كاتب و
الاوراق ولو كان ما ذكرته مطردا لكان عكسه بلاغت و اسرار فصاحت كو بوجهے كيونكه اسكے
وليس الامر كذلك انتهى اسكا خلاصه يه هی كه تنافر عبارت لكهيگا اور موقع موقع سے انهين اسلوب
كيونكه قريب المخارج مين شل جيش اور جهش كه هه قرآن شريف و امثلہ آيات قرآنيه نقل كرديگا تو اسكے مكاتب

الحلق الى الشفة ايسر من ادخاله من الشفة الى الحلق لما نجد من حسن غلب في بلغ وحلوف
ملح بل هذا امر ذوقي فكل ما عده الذوق الصحيح ثقيلا متعسر النطق فهو متنافر سواء
كان من قرب المخارج او بعدها ولهذا اكتفى المصنف بالتمثيل ولم يتعرض لتحقيقه وبيان
سببه لتعذر ضبطه فالاولى ان يحال الى سلامة الذوق انتهى اور مصنف کا ماخذ المثل
السائر میں علامہ ابن الاثیر یہ فرماتے ہیں واعلم ايها الناظر في كتابي هذا ان مدار علم البيان
على حاكم الذوق السليم وهو انفع من ذوق التعليم وفيه الذوق السليم هي الحاكمة
في هذا المقام بحسن ما يحسن من الالفاظ وقبح ما يقبح وسأضرب لك في هذا مثالا
فاقول اذا سئلت عن لفظة من الالفاظ وقيل لك ما تقول في هذه اللفظة احسنة
هي ام قبيحة فاني لا اراك عند ذلك الا تفتي بحسنها او بقبحها على الفور ولو كنت
لا تفتي بذلك حتى تقول للسائل اصبر علي الى ان اعتبر مخارج حروفها ثم افتك
بعد ذلك بما فيها من حسن وقبح لصح لابن سنان ما ذهب اليه من جعل مخارج الحروف
المتباعدة شرطا في اختيار الالفاظ وانما شذ عنه الاصل في ذلك وهو ان الحسن من
الالفاظ يكون متباعد المخارج فحسن الالفاظ اذا ليس معلوما من تباعد المخرج وانما
علم قبل العلم بمخارجها وكل هذا راجع الى ذوق الفطرة السليمة فاذا استحسنت لفظا او
استقبحته وجد ما تستحسنه متباعد المخارج وما تستقبحه متقارب المخارج
فاستحسانها واستقباحها انما هو قبل اعتبار المخارج لا بعده على ان هذه قاعدة
قد شذ عنها شواذ كثيرة لانه قد يجيء من المتقارب المخارج ما هو حسن رائق الا ترى
ان الجيم والشين والياء مخارج متقاربة وهي من وسط اللسان بينه وبين الحنك
وتسمى ثلاثتها الشجرية واذا تركب منها شيء من الالفاظ جاء حسنا رائقا فان قيل جيش
كانت لفظة محمودة وان قدمت الشين على الجيم فقيل شجي كانت ايضا لفظة محمودة
ومما هو اقرب مخرجا من ذلك الهاء والميم والفاء وثلاثتها من الشفة تسمى

عهد قد مر في قوله عهد تهمو وقال كعب بن زهير ۔ ولا تمسك بالعهد
الذي زعمت + الا كما تمسك الماء الغرابيل + وقال عنترة ۔ عهدي به
شد النهار كانما + خضب اللبان ورأسه بالعظلم وقال النابغة ۔
عهدت بها سعدى وسعدى غريرة + عروب تهادي في جوار خرائد عهد وا نحو
قال عباس بن مرداس كما في سيرة ابن هشام ۔ ثم الذين وفوا به أعهد
جند بعثت عليهم الضحاكا + وفيه قال ابن دجانة ۔ انا الذي عاهدني
خليلي + ونحن بالسفح لدى النخيل + أحد - قال عمرو بن كلثوم ۔ الا لا يجهلن
احد علينا + فنجهل فوق جهل الجاهلينا + وقال زهير ۔ لو يعدلون بوزن او
مكائلة + مالوا ابو ضري ولم يعدل بهم احد + آخذ قال النابغة ۔ آخذ
العذارى عقدها فنظمته + من لؤلؤ متتابع متسرد + وقال عمرو بن كلثوم ۔
اخذن على بعولتهن عهدا + اذا لاقوا كتائب معلمينا + أعداء قال الحارث
۔ لا تخلنا على غرائك انا + طالما وقد وشى بنا الاعداء + وقال طرفة ۔ وان
ادع في الجلى اكن من حماتها + وان يأتك الاعداء بالجهد اجهد + وقال زهير
۔ وثقل على الاعداء لا يضعونه + وحمال اثقال ومأوى المطرد + وقال النابغة
۔ ولا يهنئ الاعداء مصرع ملكهم + وما عتقت منه تميم ووائل + اعلون - قال
طرفة ۔ واذا قامت تداعي قاصف + مال من اعلى كثيب منقعر + قال النابغة
۔ فظل يعجم اعلى الروق منقبضا + في حالك اللون صدق غير ذي اود + وقال
ابو الطيب ۔ قدروا عفوا وعدوا وفوا سئلوا + اغنوا علوا اعلوا ولوا عدلوا +
أخرة وأخرى آخرتنا - قال النابغة ۔ فقال تعالى يجعل الله بيننا
على ما لنا او تنجزي لي آخرة + قال عنترة ۔ وسارت رجال نحو اخرى عليهم
الحديد كما تمشي الجمال الدوالح + قال امرؤ القيس ۔ بماء سحاب زل عن متن صخرة

وعبارات کو بہت ہی رونق ہوجاویگی اور اُسکی فخامت و شان از حد بڑھجاویگی کیونکہ قرآن فصاحت کا ایک ایسا جاری چشمہ ہے جو کبھی نہین سوکھتا اور بلاغت کا ایسا سرمایہ ہے کہ ہر ادیب و فصیح ہمیشہ اُسپر بھروسا رکھتا ہے انتہی پس اب جاننا چاہیے کہ اگرچہ ہماری ان تحریرات سے پادری صاحب کے جمیع ایرادات و مزعومات مزخرفات کی تردید بالامزید علیہ ہوگئی اور اسکی کوئی حاجت نرہی کہ اسکے لیے اب ہم کوئی اہتمام آخر کرین لیکن باینہمہ اتمام حجت کے لیے ہم جمیع الفاظ موردہ کے لیے عرب عربا کے شعرا و فصحا و بلغا کے اشعار دکھاتے اور اپنی اس شہادت مین بعض بعض خطب کی عبارات و محاورہ بھی مشاہدہ کراتے ہین تاکہ کسی مخالف کو کوئی جگہ اعتراض کی نہ باقی رہے اور ہر طرح سے حجت پوری ہوجاوے منزل راہ وفا از بس گران بودہ انہیں + لیکن اور اپای ہمت خوتا قسم ہے وفا کی راہ تھی مشکل اُسے بھی طی کیا ہمنے + کہ منزل مین محبت کی اگر ڈر تھا تو اسکا تھا + **قولہ** اعہد سورہ یس ع پادری صاحب نے بعین عنایت حرف عین لکھکر یہ احسان تو کیا کہ نشان رکوع بتلایا لیکن افسوس ہے کہ اُسپر کوئی نشان ہندسہ و نمبر نہ لگایا جس سے یہ بھی معلوم ہوجاتا کہ یہ لفظ فلان رکوع مین ہے اور جبکہ نمبر ندیا تو حرف ع لکھنا ہی کیا ضرور تھا سطر آٹھ و تین اس روہی کتابی پہ ظفر + ترک کاتب نے لکھی ہی غلطی کے باعث + مطول کی عبارت سے اس لفظ کا غیر متنافر و فصیح ہونا تو ثابت ہوچکا اور مختصر المعانی مین اسکے مخل بالفصاحۃ ہونیکو اس تقریر سے باطل کردیا کہ مجرد اشتمال القرآن علی کلام غیر فصیح بل علی کلمۃ غیر فصیحۃ مما یقود الی نسبۃ الجھل او العجز الی اللہ تعالی عن ذلک علوا کبیرا پس چونکہ خداوند تعالی کی طرف جہل و عجز کی نسبت عند العقلا بالاتفاق محال ہے اسلیے اس لفظ کا غیر فصیح ہونا بھی محال ہے کما لایخفی اور سوا اسکے مستطرف فی کل فن مستظرف (جو بی اے کلاس کے عربک کورس کی ایک مشہور کتاب ہے) مین لکھا ہے

قال الشاعر فما الناس بالناس الذین عہدتھم + ولا الدار بالدار التی کنت **اعہد**

اور دیوان ابی الطیب متنبی (جو مدرسہ عالیہ وغیرہ کے کورس کی کتاب ہے) مین لکھا ہے اما الفراق فانہ ما **اعہد** + ھی توأمی لوان بینا یولد + **وقال المعری** کل واشرب الناس علی خبرۃ فھم یمرون ولا یعذبون + ولا تصدق فھم اذا حدثوا فاننی **اعہد** ھم یکذبون

أحق. قالت قيلة ابنة الحارث الحماسي ع والنصر أقرب من أسرت قرابته + وأحقهم أن كان عتق بعتق أعجب. قال ابن ابيطالب القرشي ع ليس لبلية في أيامنا عجبا + بل السلامة فيها أعجب العجب أعلم. قال زهير ع وأعلم ما في اليوم والامس قبله + ولكنني عن علم ما في غد عم + وقال طرفة ع وأعلم علما ليس بالظن انه + اذا ذل مولى المرء فهو ذليل أحل. قال عنترة أحل به امس جنيدب نذره + فأي قتيل كان في غطفان + وقال ابن هرمة الحماسي ع اغشى الطريق بقبيتي ورواقها + واحل في نشر الربى فاقيم أخطأنا. قال زهير ع رأيت رجلا لاقى من العيش غبطة + واخطاؤه فيها الامور العظائم وقال عنترة ع وليتهما ماتا جميعا ببلدة + واخطأهما قيس فلا يريان + أغرقنا قال في الصحاح غرق في الماء غرقا فهو غرق وغارق ايضا ومنه قول ابي النجم ع فاصبحوا في الماء والخنادق + من بين مقتول وطاف غارق + وأغرقه غيره وغرقه فهو مغرق وغريق وقال ابو الطيب ع فخل كفك تهمي اثن وابلها + اذا اكتفيت والا اغرق البلدا وقال ايضا ع وجاد في بان يعطي واحوى + فاغرق نيله أخذي سريعا أعرضوا قال ابن ثابت ع فلما اعرضوا عما اعتمرناه وكان الحق وانكشف الغطاء أحصن. قال ثعلب ع احصنوا امهم من عبدهم تلك افعال القزام الوكعة + اعتدنا. قال التميمي كما في الاتقان ع يا من عدى ثم اعتدى ثم اقترف + ثم انتهى ثم ارعوى ثم اعترف + وقال لبعيث بن حريث الحماسي ع ويعتده قوم كثير تجارة + ويمنعني من ذلك ديني ومنصبي + وقال الاخزين لعط الدئلي كما في سيرة الهشامي ع هم ظلمونا واعتدوا في مسيرهم + وكانوا لدى الانصاب اول قاتل أخوات ع وانك يا نعمان في اخواتها + تأتين ما يأتينه جنفا أحسن. قال النابغة ع ورب عليه

الى جون اخرى طيب ماؤها خضر قال مالك التغلبي ؎ لا ملك وبلة و
عليك آخرى + فلا شاة تنيل ولا بعير + وقال زهير ؎ يؤخر فيوضع في
كتاب فيدخر + ليوم الحساب او يعجل فينقم اعقاب قال النابغة ؎ ليست من السواح
اعقابا اذا انصرفت + ولا تبيع بجنبي نخلة البرما وقال عنترة ؎ فلما التقينا
بالجفار تضعضعوا + وردت على اعقابهن المسالح وقال قيس بن الملوح
؎ واصبحت من ليلى لغداة كناظر + مع الصبح في اعقاب نجم مغرب اغنيا قال
اياس بن القائف الحماسي ؎ تقيم الرجال الاغنياء بارضهم + وترمي النوى
بالمقترين المراميا اخرجوا اخراج - قال الاعشى ؎ ازال اذينة عن ملكه
واخرج من قصره ذايزن + وفي البخاري باب اخراج الخصوم واهل الريب من
البيوت بعد المعرفة وفي الصحاح تقول اخرجت النعامة اخرجاجاً واخراجت
اخريجاجاً انتهى اخزيت - قال زهير ؎ انا ابن الذي لم يخزني في حياته
ولم اخزه حتى تغيب في الرجم وقال ابن ثابت ؎ فاخزاك ربي يا عتيب
بن مالك + ولقاك قبل الموت احدى الصواعق اعد اعدت - قال امرء القيس
؎ فظلت وظل الجون عيني بلبدة + كاني اعدّي عن جناح مهيض وقال
النمري الحماسي ؎ وقمت الى برك هجان اعده + لوجبة حق نازل انا فاعله
وقال عنترة ؎ صبرا اعدّ و اكل اجروب بح + وبجيبة ذبلت و خوجشاها
وقال خالد ؎ لوجه صعيد منا تينا بجمعنا + فتحنا بلاد اعدها متزحج
اخلق - قال تابط شرا ؎ ويجعل عينه ربية قلبه + الى سلة من حد اخلق
صائك اهله اهلك - قال عنترة ؎ وصلت حبالي بالذي انا اهله + من
ودها وانا رخي المطول + وقال زهير ؎ الم تران الله اهلك تبعا + واهلك
لقمان بن عاد وعاديا + واهلك ذا القرنين من قبل ما ترى + وفرعون جبار الطغي والنجاشيا

في الازرق المخزومي ؎ ثوا نتحى غير مذموم واعيننا + لما تولى بدمع سائح سجم
اخاف قال جرير ؎ ابني حنيفة حكموا سفهاءكم + اني اخاف عليكم
ان اغضبا وقال ابن ثابت ؎ اخاف فجاءه الفراق ببغية + وصرف النوى
من ان تشت وتشعبا اعمال - قال طرفة ؎ فكيف يرجي المرء دهرا مخلدا + واعماله
عما قليل تحاسبه اسرع - قال النابغة ؎ ثم لهند ولهند وقد + اسرع
في الخيرات منه امام وقال عنترة ؎ وعرفت ان منيتي ان تأتني + لا ينجني
منه الفرار الاسرع وقال زهير ؎ لا شيء اسرع منها وهي طيبة + نفسا بما
سوف ينجيها وتترك استعجال - قال عنترة ؎ اذا استعجلوها عن سجية
مشيها + تتلع في اعنانها بالحوافل وقال القطامي ؎ واستعجلونا وكانوا
من صحابتنا + كما تعجل فراط الوراد اتخذ واتخذوه اتخاذ - قال كشاجم ؎
اتخذ في خلة في لكل كي + اتخذ فيك خلة الوطواط وقال عمرو بن كلثوم التغلبي
؎ تراثا يا رزين وكل حي + قد اتخذوا مخافتنا قريبا + وفي البخاري ما يكره
من اتخاذ المساجد على القبور انعمت - قال ورقة بن نوفل ؎ رشدت
وانعمت ابن عمرو وانما + تجنبت تنورا من النار حاميا وقال الشهرزوري ؎
حبتها قاعي الارض بطنا وانعمت + عليها جياد الخيل بالرأس والفم اضعاف
قالت كبزة ام شملة الحماسي ؎ اذا ما اتاه وارد من ضرورة +
تولى باضعاف الذي جاء ظاميا وقال ابو الطيب ؎ يريد مخبره اضعاف
منظره + بين الرجال وفيها الماء والآل اكراه - قال لبيد ؎ احكم الجنثي
من عوراتها + كل حرباء اذا اكره صل وفي البخاري باب من الاكراه كره وكره واحد
وفي الكفاية الاكراه هو في اللغة مصدر اكرهه اذا حمله على امر يكرهه ولا يريده
ابتغاء قال طرفة ؎ حبس في المحل حتى يفسحوا + لابتغاء المجد وترك الفند

احسن صنعه + وكان له على البرية ناصر احسانا - قال زهير رضي الله ؎ بالاحسان ما فعلا بكم + فابلاهما خير البلاء الذي يبلو اعبد قال طرفة ؎ يلوم وما ادري على ما يلومني + كما لامني في الحي قرط بن اعبد + وقال فرزدق ؎ اولئك اخلاقي فجئني بمثلهم + واعبد ان اهجو كليبا بدارم وقال زيد بن عمرو بن نفيل ؎ ولكن اعبد الرحمن ربي + ليغفر ذنبي الرب الغفور اهواء قال عنترة ؎ فمالت بي الاهواء حتى كانما + بزندين في جوفي من الوجد قادح احب - قال امرء القيس ؎ لعمري لسعد بن الضباب اذا غدا + احب الينا منك فا فرس حمر احياء - قال ابن ابي طالب القرشي ؎ قد علم الاحياء اني زعيمها + واني لدى الحرب العذيق المرجب وفي الحماسة ؎ لو كان يشكي الى الاموات ما لقي + الاحياء بعدهم من شدة الكمد وقال النابغة في خطبته مخاطبا لعمرو بن الحارث في الثناء المسجم كما في العقد الثمين في دواوين الستة الجاهلين الذي رتبها وليم بن الورد البروسي المسيحي في سنة ۱۸۶۹ المسيحية واكرام الاحياء احياء اعوذ - قال ابو طالب القرشي ؎ اعوذ برب الناس من كل طاعن + علينا بسوء او ملح بباطل وقال ابو حندق الاسدي الحماسي وقيل انه لعبل ؎ اعوذ بالله من ليل يقربني + الى مضاجعة كالدلك بالمسد احكم قال النابغة ؎ احكم كحكم فتاة الحي اذ نظرت + الى حمام شراع وارد الثمد اعظ قال في الصحاح الوعظ النصح والتذكير بالعواقب تقول وعظه وعظا وعظة فاتعظ اي قبل الموعظة يقال السعيد من وعظ بغيره والشقي من اتعظ به غيره انتهى وروى البخاري عن علي بن عبد الله حدثنا سفيان حدثنا اسرائيل ابو موسى ولقيته بالكوفة جاء الى ابن شبرمة فقال ادخلني على عيسى فاعظه اعين قال امرء القيس ؎ ليالي يدعوني الصبي فاجيبه + واعين من اهوى الي روان وقال ابو دهبل

جو دلائل و ایرادات رکھتے ہون انکو صاف صاف تحریر کرین پھر ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوی
ع یخبرک من شہد الوقائع انني ÷ اغشی الوغی واعف عند المغنم قوله علمای محمدیہ
کی یہ عادت ہی کہ جب قائل و معقول و مغلوب ہوتے ہین تو عربی کے جنگل و کوہستان مین ماوی و ملجا اختیار
فرماتے ہین جب سوال کیا جاتا ہی تب فوراً عربی عبارت لکھدیتے ہین لہذا توقع کہ عبارت مع ترجمہ عام فہم شل ن
بندہ تحریر فرمائین اقول ع دہنِ تنگ یار مین کیا کیا ÷ تنگ ہو ہوکے ہی سمائی بات ÷ اولاً صاحبانِ
بصیرت خصوصاً ماہران عبارت و عربیت پادری صاحب کی اس سوقی محاورہ قائل و معقول و مغلوب کو
ملاحظہ فرمائین جس سے بموجب البعرة تدل علی البعیر کے انکی قابلیت کا پتہ لگتا اور مبلغ معلومات
معلوم ہوتا ہی۔ ثانیاً ذرا انکی اس اقتراح و تمنا کو بھی ملاحظہ کرین کہ بموجب صلت اسدا و بلت فقدا
کے اعتراض کرنے کو تو قرآن پر طیار ہو گئے اور یہان ماوشما کی معمولی عربی عبارت سے بھی کانپنے لگے
بیچ ہی ع کمر سے بڑھ چلے گیسوی یار قہر کیا ÷ عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہی ÷ ثالثاً بموجب ع
خوشتر آن باشد کہ راز دلبران ÷ گفتہ آید در حدیثِ دیگران ÷ کے پادری صاحب نے یہ اپنا بلکہ اپنے
کمپونڈ و مشن کے لوگون کا حال لکھا ہی کہ جب کہین کسی ادنی مسلمان سے بند ہونے لگتے ہین تو گھڑی
دیکھ کر یہ کہتے ہوے چلتے ہوتے ہین کہ بس ٹائم ہو گیا ع کار زلفِ تست مشک افشانی اما عاشقان
مصلحت را تہمتی بر آہوی چین بستہ اند رابعاً چونکہ پادریصاحب کا حال کچھ پہلے سے بھی مجھے معلوم ہی اور
انکی اس اقتراح پر اور بھی خیال کر کے مین نے ہر ضروری عربی عبارت کا ترجمہ یا خلاصہ ہی لکھدیا ہی
اور باقی کو انکی قابلیت پر چھوڑ دیا ہی لیکن اسپر بھی اگر وہ نہ سمجھین تو پھر بھلا ہم کہانتک سمجھائے
جائین ع کیا چیز ہی عبارتِ رنگین مین شرحِ شوق ÷ خط کی طرح طبیعتِ بستہ اگر کھلے۔ لیکن پادریصاحب
کا یہ فرمانا کہ شل ن بندہ تحریر فرمادین اس مین مین مجبور ہون کیونکہ ع گر مصوّر صورتِ آن جانِ جان
خواہد کشید ÷ حیرتی دارم کہ نازش را چسان خواہد کشید ÷ قوله صفحہ ۱۹ لہ طول ان الاخراج من الحلق
الی الشفة ایسر من ادخاله من الشفة الی الحلق حروف حلقی کا خارج ہونا حلق سے شفت کی طرف
اسل ہی یعنی فصیح ہی بخوعلم آور حروف شفتی . کا داخل ہونا شفت سے حلق کی طرف ضیق و متعسر ہی

وقال بعيث بن حريث الحماسي ؎ ولست وان قربت يوما ببائع ✦ خلاقي ولا ديني ابتغاء التحبب اصلاح قال ابن الرومي الدهر تفسد ما استطاع واحمد يتبع الافساد بالاصلاح ✦ وقال السما لوطي ؎ ان تنصروا الله ينصركم على مو ✦ حاز والضلال وحزتم هدى اصلاح - اَصحب - قال عنترة ؎ اقل عليك ضرامن قريح ✦ اذا اصحابه ذمروه سارا ✦ وقال طرفة ؎ فلو كنت وغلا في الرجال لضرني ✦ عداوة ذي الاصحاب والمتوحد ✦ وقال زهير ؎ اصحاب زيد وايام لهم سلفت ✦ من حار بواعد بواعنه بتنكيل اربعة - قال ابن ثابت ؎ اذا تذكرته فاضت باربعة ✦ عيني بدمع على الخدين مختلفين اَشهر - قال النابغة ؎ قد عريت نصف حول اشهرا جددا ✦ ليسفي على رحلها بالحيرة المور ✦ وقال الحجية ؎ يا واحد العصر مابلدة ✦ محاسنها في الورى تذكر ✦ جي مايراد فتصحيفها ✦ وحقك اربعة اَشهر ✦ هذه - قال امرء القيس ؎ وقال الا هذا صوار وغانية ✦ وخبط نعام يراقي متفرق ✦ وقال في ثمرات الاوراق التي هو ثمرات الفؤاد في بلاغة الصاحب بن عباد انه قيل له ما احسن السجع قال ماخف على السمع قيل مثل ذا قال مثل هذا - اَطعنا - قال عباس بن مرداس ؎ اطعناك حتى اسلم الناس كلهم ✦ وحتى صبحنا الجمع اهل يلملم ✦ وقال عبد الله بن رواحة ؎ اطعناه لو نعدله فينا بغيره ✦ شهابا لنا في ظلمة الليل هاديا ✦ وقال عمرو بن كلثوم ؎ وانا العاصمون اذا اطعنا ✦ وانا العازمون اذا عصينا اَفرغ - قال في المجمع والقاموس وغيرهما من كتب اللغة افرغه وافرغ علينا اصبب علينا وا ورده الحريري في مقاماته فكفى به ثبت اب یہانپر حضرات اہل علم و فہم ملاحظہ فرماوین کہ بتوفیق اللہ وعونہ وتائیدہ وصونہ حل عبارت علامۂ تفتازانی اور جمیع الفاظ موردہ درعبارت کے شواہد مع علامات ونشانی لکھے گئے ہیں اب پادری صاحب اسکو قبول فرماوین والا اسکے خلاف میں

وجئنا الى مصر وكانت حصينة + وكان لاهل الكفر فيها منافع - وقال بوالطيب
ـه منافعها ما ضر في نفع غيرها + تغذى وتروى ان تجوع وان تظما + مسمع قال
عصام بن عبيد الزماني ـه ابلغ ابا مسمع عني مغلغلة + وفي العتاب حياة بين
اقوام + وفي الصحاح قال الشاعر ـه نعدل ذا الميل اذا رامنا + كما عدل الغرب بالمسمع
بليغا - قال ابن خشاب ـه او مثلوا اللفظ بليغا كنت معناه وما الالفاظ
غير تراجم + وقال بوالطيب ـه وكثير من الشجاع التوقي + وكثير من البليغ السلام
متاع - قال المشعث كما في الصحاح ـه تعتم يا مشعث ان شيئا + سبقت به
الممات هو المتاع - وقال بوتمام كما في المثل السائر ـه نعم متاع الدنيا حباك
بها + اروع لا جيد ولا خيس + وقال قطري بن الفجاءة الحماسي ـه وما للمرء خير
في حيوة + اذا ما عد من سقط المتاع + مضاجع - قال ابن رواحة كما في البخاري
ـه يبيت يجافي جنبه عن فراشه + اذا استثقلت بالمشركين المضاجع + وقال
يزيد بن الحكم الكلابي ـه فلما بلغنا الامهات وجدتم + بني عمكم كانوا كرام المضاجع
وقال مقيس بن صبابة ـه وكانت هموم النفس من قبل قتله + تلم فتحمني وطاء المضاجع
وقال امرؤ القيس ـه لتقتلني والمشرفي مضاجعي + ومسنونة زرق كانيا
اغوال + مقطوع - قال ابن ثابت ـه وان يمنعهم مما نووا واحسب + ان يبلغ
المجد والعلياء مقطوع - فاصفح - قال ابن ثابت ـه ابلغ ربيعة وابن امه
نوفلا + اني مصيب لعظوان لم اصفح + وقال ارطاط بن شهية المري الحماسي ـه
عن الدهر فاصفح انه غير معتب + وفي غير من قد وارت الارض فاطمع + مستودع
قال ابن زيابة التميمي الحماسي ـه والدرع لا ابغي بها ثروة + كل امرئ مستودع
ماله + وقال ابن ابي طالب القرشي ـه وانما امهات الناس اوعية مستودعات
وللاحساب اباء + وسع - قال عبد العزيز بن زرارة الكلابي الحماسي ـه وسع

یعنی ثقیل نحو بلغ سورۂ یوسف ع منع بعنع وجهه سورة البقرة ع فاقع منع فتح واسع
منافع وجوه سورة النساء مسمع بليغا متاع وجوها مضاجع سورة الحج ع مقطوع
فاصفح سورة الانعام مستودع بديع وسع مرجع بلغ مفاتح ا اقول مطول کی عبارت
سے جو امر ثابت ہوتا ہے وہ اوپر بیان کر دیا گیا کہ فصاحت وغیر فصاحت اخراج من الحلق الی الشفة وبعکسہا
پر موقوف نہین ہے بلکہ یہ ایک امر ذوقی ہے اسلیے اسکا حوالہ اُسی پر کرنا اولی ہے فتذکر باقی ان الفاظ
موردہ کے شواہد کا دکھلانا باقی ہے تو لیجیے ہم اُسے بھی دکھلائے دیتے ہین وهو هذا بلغ
قال عمرو بن كلثوم ؎ اذا بلغ الفطام لنا صبي + تخر له الجبابر ساجدينا +
بديع قالت امرأة من بني مخزوم الحماسي ؎ ان تسألي فالمجد غير البديع
قد حل في تيم ومخزوم + وقال غانم بن عياض ؎ لا اقسم بخالق الارض والسماء
وما فيها معناها البديع وما يضع بضع - قال زهير ؎ وما عند شلو يحجل
يطير حوله + وبضع لحام في اهاب مقدد + وجه - وجوه - قال طرفة ؎ يسد
بوجه الهتف والعيش جمعه + ونمضي على وجه البلاد كتائبه قال عنترة
؎ والخيل ساهمة الوجوه كانما + تسقي فوارسها نقيع الحنظل + فاقع - قال ابن
ثابت ؎ اعبد هجين احمر اللون فاقع + موثر عليا القفاء قطط جعد + منع - قال
ابو القمقام الاسدي الحماسي ؎ لو كنت املك منع مابك لم يذق + ما في
قلاتك ما جئت لئيم + فتح - قال عمار بن ياسر ؎ فوحق من اهدى الينا نصره
من كل فتح مبعد وقريب + وقال خنزر بن ارقم الحماسي ؎ فما فتح الاقوام من باب
سوءة + بني قطن الا وانتم شهود هلو واسع قال النابغة ؎ فانك كالليل الذي
هو مدركي + وان خلت ان المنتأى عنك واسع + وقال زيد بن عمرو ؎ ان الاله
عزيز واسع حكم + بكفه الضر والباساء والنعم + وقال البحتري ؎ الا يكن ذنب
فعدلك واسع + او كان لي ذنب فعفوك اوسع + منافع - قال المرزبان ؎

لے کذا فی المغنی التقیں من شیمۃ السنۃ الجاہلین وفی الصحاح عنہ ۱۲

يحل لكم في ايام معدودات سورة الانعام حق قدره نحن نرزق سورة التوبة ع نحن نتربص
سورهٔ هود ع جاء امرنا اظلم ممن نعلم مستقرها سورهٔ عبس شاء انشره سورة الحجر ع نحن
نزلنا سورة الصّٰفّٰت ع مقام معلوم سورهٔ يس ع قوم مسرفون نحن نحيي امام مبين سبع
عجاف قوم مسحورون واضح راے عالی ہو کہ الفاظ قرآنی مسطورۃ الصدر فصحا و بلغا کے نزدیک
ثقیلہ ہین اقول پادری صاحب کو لازم تھا کہ کسی فصیح و بلیغ کا نام لکھتے اور اُسکی وجہ و دلیل بیان کرتے
والا دعوی بے دلیل قبول خرد نہین پس چونکہ ایسے الفاظ باین حیثیت و نظم خاص فصحاے متقدمین
و بلغاے محققین کے نزدیک بلا نکیر فصیح ہین لہذا بجز انکے شواہد دکھلا دینے کے ہم اور کچھ زیادہ
کاوش کرنا مناسب نہین سمجھتے اور جاننا چاہیے کہ اول تو ان الفاظ مین سے بعض کی نشان دہی
ہین پادری صاحب نے غوطہ کھایا ہی اور پھر سب لفظون کو بلا ترتیب سُور غیر مرتب لکھا ہی اسلیے نظر
آسانی پہلے ہم اُنکو بترتیب ابجد لکھتے ہین اور اُسکے بعد عرب عرباء کے فصحا و بلغا کے قصائد و اشعار
مین اُنکے شواہد دکھلاتے ہین وھو ھذا ع جاء امرنا - شاء انشره - قال زهير ؎
دما يك من خير اتوه فانما - توارثه اباء اباهم قبل وقال ايضا ؎ فان لكم ما قط
غاشيات - ليوم اضر بالرؤساء اين وقال امرء القيس ؎ وماء اسن نزلت عليه
كان مناخها ملقى الحمام ع سبع عجاف - قال النابغة ؎ فالان فاسع
يا قوم غدرتهم - بني ضباب ودع عنك ابن سيار وقال ايضا ؎ لك الخيرات
وارث بك الارض واحدا - واصبح جد الناس يطلع عاثرا ق حق قدره قال زهير
؎ ليأتينك مني منطق قذع - باق كما دنس القبطية الودك ل يحل له تحل له
يحل لكم قال زهير ؎ فتغلل لكم ما لا تغل لاهلها - قرى بالعراق من قفيز ودرهم
الى معشر لم يورث اللوم جدهم - اصاغرهم وكل فحل لهم نجل سئمت تكاليف الحيوة
ومن يعش - ثمانين حولا لا ابا لك يسأم م ايام معدودات اظلم ممن امام مبين
طعام مسكين قوم مسحورون قوم مسرفون مقام معلوم يعلم مستقرها قال طرفة

يمدك ماء اللحم تقسيمه + واكثر الشواب ان لم يكثر اللبن وسع به وتلفّت حول حاضره
ان الكريم الذى لم يخلد الفطن مرجم **قال عنترة** ؎ كان وقوف مرجم مرفقيه
توارثها منازيع السهام **قال زهير** ؎ ومرجمها اذا ابخن انقلينا + نسيف البقل
واللبن الحقين مفاتح- **قال زيد** ؎ ولو اشاء لقلت ما + عندي مفاتحه وبابه

قوله تنشزون - تشزكون - تسرفوا - ان مين ش س تا و راء کے درمیان ہین اس سبب سے یا الفاظ قرآنی حسب رای خلخالی اشد ثقیل ہین **اقول** اولاً خلخالی طبقۂ اولیٰ کا کوئی فصیح وشاعر نہین ثانیاً یہ فقط خلخالی کا زعم ہی ثالثاً خلخالی نے بھی یہ لفظ مستشزرات مین زعم کیا ہے اور وہ بھی مدفوع ہی کما في شرح المختصر المعاني وزعم بعضهم (هو الخلخالي كما في الحلبي) ان منشأ الثقل في مستشزرات هو توسط الشين المعجمة التي هي من المهموسة الرخوة بين التاء التي هي من المهموسة الشديدة والزاء المعجمة التي هي من المجهورة ولو قال مستشرف لزال ذلك الثقل وفيه نظر لان الراء المهملة ايضا من المجهورة انتهى رابعاً عرب عربا کے شعرا وفصحا کے کلام مین ہم اسکے نظائر وشواہد بھی دکھلا دیتے ہین پھر باوجود اسکے بھی اگر کوئی منکر ہو تو اُس سے منکر ونکیر کے سوا اور کون سمجھ سکتا ہی **قال طرفة** ؎

ومازال تشرابي الخمور ولذتي + وبيعي وانفاقي طريفي ومتلدي **وقال سعد بن ناشب الحماسي** ؎ ولم يستشر في رأيه غير نفسه + ولم يرض الا قائم السيف صاحبا **وفى الحماسة** ؎ فالرشه فإن تشتروا ابنعمكم + بئسا ولا ان تشربوا الماء بالدم **وفيه ايضاً** ؎ اذا انت لم تشرك رفيقك فى الذي + يكون قليلا لم تشاركه فى الفضل **قال طرفة** ؎ كيف ارجو حبها من بعدها + علق القلب بنصب مستسر **وقال مسلم بن الوليد الحماسي** ؎ قبر بحلوان استسر ضريحه + خطرا تقاصر دونه الاخطار

قوله اجتماع دو حرف یک جنس سے دو لفظ مین موجب ثقل ہی نحو تخافون نشوزهن سورة النساء سورة البقرة نحن نسبح طعام مسكين يحل لهن تحل له ويحب المتطهرين نساؤكم

مة السیوطی فی الاتقان لو اجتمع فصحاء العالم وارادان یترکوا هذه اللفظة ویأتوا
یقوم مقامها فی الفصاحة لعجزوا عن ذلك وقد مران کتاب الله سبحانه لو نزعت
لفظة ثم ادیر لسان العرب علی لفظة احسن منها لم یوجد یعنی اگر تمام جہان کے فصحا
ہون اور یہ چاہین کہ قرآن کے ایک لفظ کو چھوڑ دین اور اُسکے قائم مقام فصاحت مین کوئی
لفظ لاوین تو اس سے عاجز ہو جاوینگے اور یہ بیان اوپر گذر چکا کہ قرآن شریف سے اگر کوئی
نکالکر زبان عرب کے سب لفظون مین پھرایا جاے تو اُس سے بہتر کوئی لفظ نہ ملیگا - اور قرب المخارج
المخارج اور اجتماع الحرفین من جنس واحد کی تحقیق بھی اوپر ہو چکی اور ان سب کے لیے عرب عربا
شعار و قصائد مین شواہد و نظائر بھی دکھلا دیے گئے پس ان حیثیات سے کوئی لفظ ثقیل و غیر فصیح
ن ہی پھر باوجود اسکے پادری صاحب کا یہ فرمانا بنا رفاسد علی الفاسد قائم کرنا ہی کما لا یخفی ہان اسکے
اگر کوئی دوسری وجہ ہو تو پادری صاحب اُسے بیان کرین اور ہمسے جواب لین اور بالخصوص اگر
الفاظ ثلاثہ کی بھی شواہد چاہتے ہین تو ملاحظہ فرمائین **اعطینا** قال فی ثمرات الاوراق فی اجواد
سلام فمنهم الحکم بن اخطب قیل سأله اعرابی فاعطاه خمس مائة دینار فقال له لعلك
ستقللت ما اعطیناك و قال بجیر بن ظهیر ؎ واعطینا رسول الله منا * مواثقنا
حسن التصافی و قال زهیر ؎ وانك اعطیتنی ثمن الغنی * حمدت الذی اعطیك
ثمن الشکر **فصل لرب** قال عباس بن مرداس السلمی ؎ بان محمدا عبد رسول لرب لا یضل ولا
ی؟ وقال عنترة ؎ ومکروب کشفت الکرب عنه * بطعنة فیصل لما دعانی و قال امرء القیس
جداول فی ظلال نخل للماء من تحته مجال * **اخر** فی القاموس قال اعرابی فی بحرة ماء الخص
ن ابلی فانحره انتهی **قوله** امرء القیس نے سات قصیدے کعبے کے دروازے پر آویزان کیے
ب آیت وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ
علی الجودی نازل ہوئی تب شہرۂ فصاحت امرء القیس آخر ہوا **اقول** اسمین کوئی شبہ نہین کہ جب
آیت شریفہ اور اسکے سوا قرآن شریف کی اور اور آیات منیفہ نازل ہوئین تب امرء القیس وغیرہ

؎ فما ذنبنا في ان اداءت خصالکم + وان کنتم في قومکم معشر اذراء قال زهير ؎
غشيت ديارا بالبقيع فثهمد × دوارس قد اقوين من ام معبد + اربت بها الارواح کل
عشية + فلم يبق الا آل خيم منضد ايضاً ؎ ثم استمروا وقالوا ان مشربکم ماء بشرقي سلمى
فيد او رکک + ايضاً ؎ يعرضه مامور مطيع وآمر + مطاع فلا يلقى لحزمهم مثل ايضاً ؎
وما ان ارى نفسي تقيها کريهتي + وما ان تقي نفسي کرائم ماليا وقال النابغة ؎
و [illegible] رجال ثيت بنهته + کالکرم مال على الدعام المسند + ولا ارى فاعلا في الناس
يشبهه + ولا احاشي من الاقوام من احد وقال علقمة ؎ ومطعم الغنم يوم الغنم
مطعمه + اني توجه والمحروم محروم + لو يسيرون بخيل قد يسرت بها + وکل ما
يسر الاقوام مغروم وقال عنترة ؎ المال مالکم والعبد عبدکم + فهل عذابك
عني اليوم مصروف ن تخافون نشوزهن نحن نسبح يحب المتطهرين نساؤکم نحن نرزق
نحن نتربص نحن نزلنا نحن نحيي قال طرفة ؎ حين نادى الحي لما فزعوا + ودعى الداعي
وقد لج الذعر + ايضاً ؎ ففي لا يكن هذا العلة وصلنا + لبين ولا اذا حطنا من نوى الکم
قال عنترة ؎ فلم ار حيا صابروا مثل صبرنا + ولا کافحوا مثل الذين نکافح قال
زهير ؎ الم تر النعمان کان بنجوة + من الشر لو ان امرءا کان ناجيا قال علقمة ؎
اذا شاب رأس المرء او قل ماله + فليس له من ودهن نصيب ايضاً ؎ وفي کل حي قد خبطت
بنعمة + فحق لشاس من نداك ذنوب وقال امرء القيس ؎ سألت بهن نطاع في راد الضحى
والامعزان وسالت الاودية وقال النابغة ؎ اقول والنجم قد مالت اواخره +
الى المغيب تبين نظرة حار + ايضاً ؎ ونحن نرجي الخلد ان فاز قدحنا + ونرهب قدح الموت
ان جاء واهرا + **قوله** اہل اسلام کا دعوی ہے کہ سورۃ الکوثر افصح ہے مظہر ہو کہ اعطینا بسبب
قرب المخارج اور انحر بسبب بعد المخارج اور صل لربك بسبب اجتماع دو حرف ایک جنس سے
ثقیل ہے۔ **اقول** اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ سورۃ الکوثر بلکہ قرآن کا ہر جملہ ولفظا افصح ہے کما قال

لکھی ہے حتی کہ بالخصوص اس آیت شریف کو بلاغت میں بے نظیر قرار دیا ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی اپنی کتاب مفاتیح الغیب میں لکھتے ہیں اعلم ان المقصود من هذا الكلام وصف اخر لواقعة الطوفان فكان التقدير انه لما انتهى امر الطوفان قيل كذا وكذا يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ يقال بلع الماء يبلعه بلعا اذا شربه وابتلع الطعام ابتلاعا اذا لم يمضغه وقال اهل اللغة الفصيح بلع بكسر اللام يبلع بفتحها وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي يقال اقلع الرجل عن عمله اذا كف عنه واقلعت السماء بعد ما مطرت اذا امسكت وَغِيضَ الْمَاءُ يقال غاض الماء يغيض غيضا ومغاضا اذا نقص وغضته انا وهذا من باب فعل الشيء وفعلته انا ومثله جبر العظم وجبرته وفغر الفم وفغرته ودلع اللسان ودلعته ونقص الشيء ونقصته فقوله وَغِيضَ الْمَاءُ اى نقص وما بقي منه شيء واعلم ان هذه الاية مشتملة على الفاظ كثيرة كل واحد منها دال على عظمة الله تعالى وعلو كبريائه. انتهى اور قاضی عبد الله بن عمر الشافعی نے انوار التنزیل میں لکھا ہے والاية في غاية الفصاحة لفخامة لفظها وحسن نظمها والدلالة على كنه الحال مع الايجاز الخالي عن الاختلال وايراد الاخبار على البناء للمفعول دلالة على تعظيم الفاعل وانه متعين في نفسه مستغن عن ذكره اذ لا يذهب الوهم الى غيره للعلم بان مثل هذه الافعال لا يقدر عليه سوى الواحد القهار انتهى اور علامہ نسفی مدارک التنزیل میں اس آیت کے اور اور نکات و فوائد کو بیان کرکے تحریر فرماتے ہیں فاعتبروا من جهة الفصاحة المعنوية وهي كما ترى نظم للمعاني لطيف وتادية لها ملخصة مبنية لا تعقيد يعثر الفكر في طلب المراد ولا التواء يشبك الطريق الى المرتاد ومن جهة الفصاحة اللفظية فالفاظها على ما ترى عربية مستعملة سليمة عن التنافر بعيدة عن البشاعة عذبة على العذبات سلسلة على الاسلات كل منها كالماء في السلاسة وكالعسل في الحلاوة وكالنسيم في الرقة ومن ثم اطبق المعاندون على ان طوق البشر قاصر عن الاتيان بمثل هذه الاية ولله در شان التنزيل

تمامی شعرا و فصحا و بلغاء عرب عربا کا شہرہ فصاحت و بلاغت ٹھنڈا ہوا اور ان سب کا کلام پھیکا پڑ گیا
کما نقل من الولید بن المغیرۃ الذی کان فی غمرات عداوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واطفاء
انوار اللہ تعالی ما فیکم رجل اعلم بالشعر منی ولا برجزہ ولا بقصیدۃ ولا باشعار الجن واللہ
ما یشبہ الذی یقول شیئا من ہذا واللہ ان لقولہ الذی یقول حلاوۃ وان علیہ لطلاوۃ
وانہ لمثمر اعلاہ مغدق اسفلہ وانہ لیعلو وما یعلی وانہ لیحطم ما تحتہ انتہی ولا یخفی ما وقع
لجبیر بن مطعم رض انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ بالمغرب بالطور قال فلما بلغ ہذہ الآیۃ
اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ الی قولہ الْمُصَيْطِرُوْنَ کاد قلبی ان یطیر وقد صح انہ لما
قرأ جعفر رض علی النجاشی واصحابہ ما زالوا یبکون حتی فرغ انتہی ہکذا فی الاتقان والشفاء
وغیرہ لیکن پادری صاحب کا یہ کہنا کہ امرء القیس نے سات قصیدے کعبے کے دروازے پر آویزان کیے
خلاف تحقیق ہے دیکھیے فوائد شرح معلقات زوزنی مین لکھا ہے قال ابن الکلبی فاول شعر علق فی الجاہلیۃ
شعر امرء القیس علق علی رکن من ارکان الکعبۃ ایام الموسم حتی نظر الیہ ثم احدر فعلقت
الشعراء ذلک بعدہ انتہی **قولہ** منکشف ہو کہ ابلعی و اقلعی یہ دونون بسبب بعد المخارج ثقیل ہین
باسماء اقلعی تو از حد ثقیل ہے **اقول** قرب المخارج و بعد المخارج واجتماع الحرفین من جنس واحد کی تحقیق
اوپر گذر چکی اور اسمین اچھی طرح دکھلا دیا گیا کہ ان حیثیات سے کوئی لفظ غیر فصیح و ثقیل نہین اور پھر دیکھیے
عرب عرباکے فصحا و بلغاکے کلام مین بھی یہ لفظین وارد ہین **ابلعی** قال **فی الصحاح** بلع بلعت الشیء
بالکسر وابتلعتہ بمعنی وابلعتہ غیری وسعد بلع من منازل القمر وہما کوکبان متقاربان
زعموا انہ طلع لما قال اللہ تعالی یا ارض ابلعی ماءک وفی حل لغات الحریری ابلاع فرو
خوردن یقال ابلعنی ریقی اذا طلب المہلۃ **اقلعی فی البخاری** کان بلال اذا اقلع
عنہ یرفع عقیرتہ وقال عباس بن مرداس کما فی سیرۃ ابن ہشام ؎ ویوم حنین
کان قبل لدی حنین ❊ **فاقلع** والدماء بہ تمور اور ائمہ ادب و ماہران لغات عرب و علمای
معانی والبیان و مفسرین والا شان نے تو ان دونون لفظون کی فصاحت و بلاغت بما لا مزید علیہ

بین امرین ونهیین وخبرین وبشارتین وفي حديث اسلام ابی ذر قد وصف اخاه
انیسا فقال والله ما سمعت باشعر من اخي انيس لقد ناقض اثني عشر شاعرا في الجاهلية
انا احدهم وانه انطلق الى مكة وجاءني قلت فما يقول الناس قال يقولون شاعر كاهن
ساحر ثم قال لقد سمعت ما قال الكهنة فما هو بقولهم ولقد وضعته على اقراء
الشعر فلم يلتئم على لسان احد بعدي انه شعر وانه لصادق وانهم لكاذبون وقد حكي
ان ابن المقفع طلب معارضة القرآن وشرع فيه فمر بصبي يقرء وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ
فرجع فمحا ما عمل وقال اشهد ان هذا لا يعارض وما هو من كلام البشر و قد مرها وقع
لیحیی بن حکیم الغزال بلیغ الاندلس پس اب دیکھنا چاہیے کہ جن لفظون کو فصحاے اہل لسان و بلغاے
والاشان سہل و عذب قرار دیتے ہین اُنکو یہ پادری صاحب ثقیل کہتے ہین اور جس آیت کو یہ حضرات
بابرکات نمونۂ فصاحت و عنوان بلاغت سمجھتے ہین اُسکو یہ حضرت غیر فصیح ٹھہراتے ہین پس اس صورت
مین بجز اسکے اور کیا کہا جا سکتا ہی کہ پادری صاحب اپنے چھوٹے مُنھ سے بڑی بات نکالکر اپنا اعتبار کھوتے
ہین اور بفحواے ع واذا اتتك مذمتي من ناقص + فهي الشهادة بي باني كامل + کے
قرآن پاک کی اور عظمت و شان بڑھاتے ہین سبحان اللہ ع بگوڑنے پر بھی زلف اُسکی بناکی + **قوله**
اَخَذَ الْاَلْوَاحَ - اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ
وَلَدًا سُبْحَانَهٗ یہ عبارت قرآنی بسبب قُربِ المخارج و بُعدِ المخارج و ادخال حرف شفتی بطرف حلق و اجتماع
دو حرف یک جنس سے ثقیلہ ہین **اقول** اوپر مع الشواہد والنظائر دکھلا دیا گیا کہ ان وجوہ ثلثہ سے کوئی
لفظ ثقیل ہی اور نہ کوئی آیت وجملہ غیر فصیح پس پادری صاحب اپنی اس پرانی تان کو چھوڑین اور اگر ممکن ہو
کوئی دوسرا راگ چھیڑین ورنہ ع گرم تا کے باند این بازار + درکمر بستن مضمون رنگین لطف نیست
کمر دیہد رنگ ار کسی بند دحنائے بستہ را + **قوله** عبارت قرآنی فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا
تُبْصِرُوْنَ كلام ابی جهل قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ كلام عقبه بن ابی معيط قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ
یہ تینون عبارت باہم مساوی مندرجۂ قرآن ہین **اقول** پادری صاحب کو اپنے اس قول کا مخرج

لا یتامل العالم آیة من آیاته الا ادرك لطائف لا یسع الحصر ولا تظنن الآیة مقصورة
علی المذکور فلعل المتروك اکثر من المسطور انتهی وهکذا فی الکشاف وغیره من التفاسیر
وقال العلامة السیوطی فی الاتقان فی بیان حسن النسق هو ان یاتی المتکلم بکلمات متتالیات
معطوفات متلاحمات تلاحما سلیما مستحسنا بحیث اذا افردت کل جملة منه قامت
بنفسها واستقل معناها بلفظها ومنه قوله تعالی وَقِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ الآیة
فان جملة معطوفة بعضها علی بعض بواو النسق علی الترتیب الذی تقتضیه البلاغة
من الابتداء بالاهم الذی هو انحسار الماء عن الارض المتوقف علیه غایة مطلوب
اهل السفینة من الاطلاق من سجنها ثم انقطاع مادة السماء المتوقف علیه تمام ذلك
من دفع اذاه بعد الخروج ومنع اختلاف ما کان بالارض ثم الاخبار بذهاب الماء بعد
انقطاع المادتین الذی هو متاخر عنه قطعا ثم بقضاء الامر الذی هو هلاك من قدر
هلاکه ونجاة من سبق نجاته واخر عما قبله لان علم ذلك لاهل السفینة بعد خروجهم
منها وخروجهم موقوف علی ما تقدم ثم اخبر باستواء السفینة واستقرارها المفید
ذهاب الخوف وحصول الامن من الاضطراب ثم ختم بالدعاء علی الظالمین لافادة
ان الغرق وان عم الارض فلم یشمل الا من استحق العذاب لظلمه انتهی اور اظهار الحق میں
لکھا ہو کہ عتبہ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۂ حٰمٓ فُصِّلَتْ سنی تو اپنی قوم سے جا کر یہ کہا واللہ
لقد کلمنی بکلام ما سمعت اذنای بمثله قط فما دریت ما اقول له وذکر ابو عبیدة ان اعرابیا
سمع رجلا یقرء فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ فسجد وقال سجدت لفصاحته وسمع رجل اخر من
المشرکین رجلا من المسلمین یقرء فَلَمَّا اسْتَیْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیًّا فقال اشهد ان مخلوقا
لا یقدر علی مثل هذا الکلام وحکی الاصمعی ان جاریة فصیحة قالت او یعد فصاحة بعد
قوله تعالی وَاَوْحَیْنَآ اِلٰۤی اُمِّ مُوْسٰۤی اَنْ اَرْضِعِیْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ
وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ فجمع فی آیة واحدة

هو اللفظ والمعنى فان الفاظه الفاظهم قال تعالى قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ولا
بمعانيه فان كثيرا منها موجود في الكتب المقدمة قال تعالى وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ وما في القرآن
من المعارف الالهية وبيان المبدأ والمعاد والاخبار بالغيب فاعجازه ليس براجع الى القرآن من حيث
هو قرآن بل لكونها حاصلة من غير سبق تعليم وتعلم ويكون الاخبار بالغيب اخبارا بالغيب سواء
كان بهذا النظم وبغيره مورداً بالعربية او بلغة اخرى بعبارة او اشارة فاذن بالنظم المخصوص
صورة القرآن واللفظ والمعنى عنصره وباختلاف الصور يختلف حكم الشيء واسمه لا بعنصره
كالخاتم والقرط والسوار فانه باختلاف صورها اختلفت اسماؤها لا بعنصرها الذي له والفضة
والحديد فان الخاتم المتخذ من الذهب ومن الفضة ومن الحديد يسمى خاتما وان كان العنصر مختلفا
وان اتخذ خاتم وقرط وسوار من ذهب اختلفت اسماؤها باختلاف صورها وان كان العنصر
واحدا قال فظهر من هذا ان اعجاز المختص بالقرآن يتعلق بالنظم المخصوص وفيه انما يقوم الكلام
بهذه الاشياء الثلثة لفظ حامل ومعنى به قائم ورباط لهما ناظم واذا تاملت القرآن وجدت
هذه الامور في غاية الشرف والفضيلة حتى لا ترى شيئا من الالفاظ افصح ولا اجزل ولا اعذب
من الفاظه ولا ترى نظما احسن تاليفا واشد تلاؤما وتشاكلا من نظمه واما معانيه فكل
ذي لب يشهد له بالتقدم في ابوابه والترقي الى اعلى درجاته وقد توجد هذه الفضائل
الثلث على التفرق في انواع الكلام فاما ان توجد مجموعة في نوع واحد منه فلم توجد الا في
كلام العليم القدير جل شانه واعز سلطانه انتهى وهذا اوان الاختتام بعون الله الملك العلام
وقد تشرف بكتابتها العبد المذنب الراجي الى رحمة الله ابو محمد عبد الله غفر له الله ووفقه
بما يحب ويرضاه واوصله الى غاية ما يتمناه في يوم العشرين من شعبان ۱۳۰۸ سنة من الهجرة
النبوية عليه الصلوٰة والتحية وكان هذا في كلكتة المحمية واضح ہو کہ جب میں اس رسالے کا
جواب لکھ چکا تو مجھے پادری صاحب کا ایک اور گمنام رسالہ ملا جس میں اُنھوں نے بزعم خود منقولہ کا جواب
لکھا اور قرآن شریف پر بھی اور کچھ اعتراض کیا ہے اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ اسمیں اُسکی بھی خبر لے لیجائے

صحیح بھی لکھنا ضرور تھا تاکہ صحیح نقل کرکے اسکی تنقیح وتنقید کی جاتی اور پھر بصورت تسلیم اسمیں قرآن کا کیا نقصان ہے کیونکہ اعجاز قرآن فقط اسطقسات کلمات وعناصر عبارات ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اس تالیف خاص ونظم بالاختصاص کے ساتھ مختص ہے کما قال فی المثل السائر واعلم ان تفاوت التفاضل یقع فی ترکیب الالفاظ اکثر مما یقع فی مفرداتها لان الترکیب اعسر واشق الا تری ان الفاظ القرآن الکریم من حیث انفرادها قد استعملتها العرب ومع ذلک فانه یفوق جمیع کلامهم ویعلو علیه ولیس ذلک الا لفضیلة الترکیب وهل تشک ایها المتامل لکتابنا هذا اذا فکرت فی قوله تعالی وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ انک لم تجد ما وجدته لهذه الالفاظ من المزیة الظاهرة الا لامر یرجع الی ترکیبها فانه لم یعرض لهذا الحسن الا من حیث تلاقت الاولی بالثانیة والثالثة بالرابعة وکذلک الی اخرها فان ارتبت بذلک فتامل هل تری لفظة منها لو اخذت من مکانها وافردت من بین اخواتها کانت لابسة من الحسن ما لبسته فی مواضعها من الآیة ومما یشهد بذلک ویؤیده انک تری اللفظة تروقک فی کلام اخر فنکرهه وهذا ینکره من لم یذق طعم الفصاحة ولا عرف اسرار الالفاظ فی ترکیبها وانفرادها انتهی اور اظہار الحق میں لکھا ہے فان قیل ان فصحاء العرب لما کانوا قادرین علی التکلم بمثل مفردات السورة ومرکباتها القصیرة کانوا قادرین علی الاتیان بمثلها قلت هذه الملازمة ممنوعة لان حکم الجملة قد یخالف حکم الاجزاء الا تری ان کل شعرة شعرة لا یصلح ان یربط بها الفیل او السفینة واذا سوی من الشعرات حبل متین یصلح ان یربط بهذا الحبل الفیل والسفینة ولانها لو صحت لزم ان یکون کل احاد العرب قادرا علی الاتیان بمثل قصائد فصحائهم کامرء القیس واضرابه انتهی اور اتقان میں لکھا ہے اما الاعجاز المتعلق بفصاحته وبلاغته فلا یتعلق بعنصره الذی

اُسسے بیان کرنا اور لوگون کو تسلیم کرانا اور اُسکا تلقی بالقبول ہونا ضرور رکھا تا کہ مخالفۃ علی سبیل المطابقۃ
متحقق ہو لی و الّا چہ ثالثاً جن عبارت کو پادری صاحب بزعم خود صحیح فرماتے ہین درحقیقت وہی غلط اور
جسے آپکی بھدی لیاقت غلط تصور کرتی ہو فی الحقیقۃ وہی صحیح ہو کیونکہ لفظ نسوۃ قوم و رہط کے مانند
ایسی جمع ہو جسکا واحد نہین دیکھا قاموس مین لکھا ہو والنسوۃ بالکسر والضم والنساء والنسوان
بکسرھن جموع المرأۃ من غیر لفظھا اور ملائکۃ اگرچہ ملاک کی جمع ہو لیکن جمع تکسیر پس اول کا فعل تو
حقیقۃً واحد ہی چاہیے باقی ثانی کا بھی ازروی قاعدہ واحد ہی ہوتا ہو دیکھیے ہدایۃ النحو مین بھی لکھا ہو قام
الرجال اور اُسکی شرح درایہ مین لکھا ہو اذا جاءک المؤمنات وقال نسوۃ وقالت الاعراب اور عرب
کے کلام مین بھی ایساہی آیا ہو دیکھیے ربیع بن زیاد حماسی کہتا ہو ؎ من کان مسرورا بمقتل مالک
فلیات نسوتنا بوجہ نہار + وفیہ قالت امرأۃ ؎ وقد علو الاقوام ان بناتہ
صوادق اذ یندبنہ وقوامہ + وقال امرء القیس ؎ فظل العذاری یرتمین
بلحمہا + وشحم کھداب الدمقس المفتل + **قولہ** خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ
الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ فَبِاَیِّ اٰلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ بنایا آدمی کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا
اور بنایا جان آگ کی دیگ سے پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اگر انسان و جن سے مراد جمع
یعنی جمیع انسانان و جن مراد ہین اور بقیاس معنی جمع پڑہی تو کسیطرح کی قباحت نہین کیونکہ انسان ایک قسم ہو اور جن ایک فرقہ
ہو یعنی فریقان انس و جن یکذبان فعل تثنیہ بفاعل ہو اگر صیغہ جمع یکذبون اختصموا کے مثل ہوتا تو خلاف قاعدہ
صرف و نحو ہوتا **قول** اولاً صاحبان علم ذرا پادری صاحب کی عبارت کی بہار دیکھین ثانیاً خلق الجان
من مارج کا ترجمہ بنایا جان آگ کی دیگ سے ملاحظہ فرمائین ثالثاً پادری صاحب خیال فرمائین کہ یہ دونون
عبارتین باقاعدہ ہین اور کسی مین کسی طرح کی قباحت نہین کیونکہ صیغہ تثنیہ فَبِاَیِّ اٰلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ
مین باعتبار لفظ کے ہے اور ھٰذَانِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا مین جمع باعتبار معنی کے و کلاہما جائز و شائع
فی کلام البلغا کما فی **قولہ تعالیٰ** وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ہُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ
قال فی الجلالین روعی فیہ معنی من وفی ضمیر یقول لفظہا انتہی وقال العدیل بن الفرخ

تاکہ یہ پادری صاحب کا پورا جواب ہو جاۓ فہو ہذا۔ **قولہ** فرماتے ہیں کہ قرآن عثمان مدینے مین کہان سے آکے موجود ہوا **قول** جہالت سے آپنے خود اپنے رسالے کے صفحہ ۹ و ۱۰ مین انھین حضرت عثمانؓ کے حال مین تحریر فرمایا ہی کہ سات جلد قرآن لکھوا کے ایک مکہ اور ایک یمن اور ایک بحرین اور ایک بصرہ اور ایک کوفہ اور ایک شام کو بھیجی اور ایک جلد مدینے مین رکھی پس مکرتے کیون ہو صاحب نامہ یہ حاضر ہے دیکھو تو کہ خط ملتا ہی کسکا اور عبارت کسکی ملتی ہی ﴿ ہر کس از دست غیر نالہ کند ٭ سعدی از دست خویشتن فریاد ٭ **قولہ** شانے کا گوشت کانپتا تھا **قول** اس واقعے مین لفظ فؤاد یا بوادر واقع ہی اور ان دونون کے معنی گوشت شانہ ہرگز نہین من ادعی فعلیہ البیان بالحجۃ والبرہان **قولہ** یحسب یحسبون تحسبون یخصمون لیکونا لاوصلین **وقولہ** صفحہ ۲۵ لاتحسبن لاتحسبن کس باب سے ہین کیونکہ یہ سب صیغے قرآن مجید مین خلاف قاعدہ صرف مندرج ہین **وقولہ** صفحہ ۲۸ اصدق کسکا صیغہ ہے **قول** نسقہ مین لکھدیا گیا تھا کہ ان صیغون کے ابواب وغیرہ ادنی طلبا بھی جانتے ہین ہان یخصمون ولیکونا مین چونکہ باعتبار ان طلبا کے ذرا دقت تھی اسلیے اُسکی تعلیل و توجیہ بھی لکھدی گئی جیسے اصدق کے لیے لکھا جاتا ہی کہ اصل مین اتصدق تھا مطابق قاعدۂ مشہورہ تا کو صاد سے بدل کر صاد کو صاد مین ادغام کیا پس باوجود اسکے بھی جو پادری صاحب وہی صیغے گردانے جاتے ہین تو اُنکی خدمت مین یہ عرض ہی کہ پہلے آپ ان صیغ کی مخالفت صرفی و شناعت وزنی و قباحت حرفی ثابت کیجیے اُسکے بعد جواب لیجیے والا ﴿ کون سُنتا ہی کہانی تری اے یار غلط ٭ کیون بغل مین لیے پھرتا ہی تو طومار غلط **قولہ** قال نسوۃ وفسجد الملائکۃ جو کہ از روی قواعد صرف و نحو صحیح و درست ہی قال نسوۃ وفسجد الملائکۃ کو جو خلاف قواعد صرف و نحو ہی عبارت قرآنی کو نحویون نے اپنی اپنی کتاب مین بطریق امثلہ لکھدیا۔ قال صیغۂ واحد مذکر و نسوۃ جمع مؤنث ہی محض خلاف قاعدہ ہی فسجد الملائکۃ **قول** ماشاء اللہ پادری صاحب کی یہ ایسی فصیح عبارت ہی کہ جسکو دیکھ کر آدمی اُنکا مبلغ علم معلوم کر سکتا ہی ثانیاً معلوم نہین کہ قاعدے سے پادری صاحب کونسا قاعدہ مراد لیتے ہین کیونکہ اگر انھین نحاۃ ثقات کے مستخرجہ قواعد مقصود ہین تو پھر اُنپر یہ چوٹ کیسی اور اگر انکے قواعد مستخرجہ کے علاوہ کوئی اور دوسرا قاعدہ ہی تو پہلے

مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اسکی خبر کائن وغیرہ مقدر و محذوف ہی مولوی صاحب بار بار اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کو پیش کرکے کہتے تھے کہ خدا قرآن مجید کا حافظ ہی قرآن پاک کوئی گھٹا بڑھا نہین سکتا مولوی صاحب نے لفظ کائن وغیرہ عبارت قرآنی مین داخل کرکے قرآن کی کمی پوری کردی **اقول** ع برین عقل و دانش بباید گریست + کیونکہ متعلقات و مقدرات کا انکار وہی بیخبر کرسکتا ہی جو کسی زبان مین تلفظ نہین کرتا بلکہ حیوان مطلق کے مانند صُمٌّ بُكْمٌ رہتا ہی ورنہ محاورات انسانی مین جو کلام کریگا وہ متعلقات و مقدرات کو ضرور تسلیم کریگا کیونکہ ہر زبان مین یہ امر خاص بہیأت مختصہ پایا جاتا ہی اور اس سے کلام کا گھٹنا بڑھنا بجز پادری صاحب الیسی عالی فہم کے اور کوئی نہین کہہ سکتا حضرت پادری صاحب ذرا ہوش و حواس کو درست رکھ کر اپنے علم و فہم سے کام لیجیے اور یہ یاد رکھیے کہ قرآن شریف بموجب اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کے بیشک ہر طرح سے محفوظ ہے اور بفحوای لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ کے کسی قسم کی کمی و زیادتی اُسمین داخل نہین ہوسکتی وکیف ؎ چو بزم افروز صنع خویش گردد قدرت بیچون + چراغ برق را در باد و باران میکند روشن + **قوله** تفسیر بیضاوی پیش کرکے ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى کو جو کہ اصل عبارت قرآنی ہی چھوڑ کے اسکی جگہ ثم کان عاقبتهم العقوبة او الخصلة السوئی بیان کیا ہی اور عبارت قرآنی پر ترجیح دیتے ہین انصاف فرمائیے کہ تحریف و تبدیل عبارت قرآنی ہوئی یا نہین مفسرین کو چاہیے کہ اصل عبارت کا مطلب بیان کرین نہ کہ اپنی طرف سے عبارت گڑھین مفسرین کتب مقدسہ اصل عبارت یونانی و عبرانی کے مطالب بیان کرتے ہین **اقول** قریب چالیس برس کے عرصہ ہوا ہوگا کہ پادری صاحب عیسائی ہوے اور جب سے برابر مشنری ہی کا کام کرتے ہین لیکن افسوس ہے کہ ابتک تحریف و تبدیل و تفسیر کے معنے خیال شریف مین نہ آئے ؎ چہل سال عمر عزیزت گذشت + مزاج تو از حال طفلی نگشت + خیر اب بھی اگر ان الفاظ ثلاثہ مین ذرا غور کرینگے تو تفسیر کو ہرگز تحریف و تبدیل نفرمائینگے اور اپنی بڑ مین جو گڑھنے کا لفظ استعمال کرگئے ضرور ہے کہ ندامت کھینچینگے ع باز آ باز آ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ + اور اپنے مفسرین بائبل کا جو تذکرہ خیر کرتے ہین تو ناحق اپنے بزرگون کے چھپے ہوے عیبون کے ظاہر کرنے مین کوشش فرماتے ہین ؎ غنی طرح سخن

العجلی الحماسي سے کان ثنایاها اغتبقن مدامة * ثوت حججا في رأس ذي قنة فرد *
قوله نقض معمول کا عامل کون ہی کہ جسکے سبب سے من مجرور یعنی زیر ہی جواب مولوی صاحب یہ ہی کہ بای جارہ
ہی دیکھیے تفسیر بیضاوی مین یہ ہی کہ فخالفو فهم و نقضوا فعلنا بهم بنقضهم الخ خلاصہ یہ ہی کہ
بای جارہ عبارت قرآنی سے محذوف ہی پس دریافت ہوا کہ بای جارہ قرآن مین کم ہے **اقول** پادری
صاحب کے علم و فہم مین البتہ کمی ہی ورنہ قرآن مین نہ کچھ کمی ہی اور نہ زیادتی کیونکہ اصل عبارت قرآن معترضہ علیہا
یہ ہی فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ اور اسی کی تفسیر مین علامہ بیضاوی نے یہ لکھا ہی فخالفوا و نقضوا
فعلنا بهم بنقضهم وما مزیدۃ للتاکید و فی المدارک ما زائدۃ افادت تفخیم هذا الامر و هذا
التفخیم لا یعلمه الا اهل اللسان بالسلیقة هکذا في حاشیة البیضاوي ایضا یہی عبارت
نقل مین لکھی گئی تھی اور پادری صاحب کو اسی کے مطالعے کی ہدایت ہوئی تھی لیکن الهداية امر من اللہ
اگر پادری صاحب کو یہ نعمت نصیب ہوئی تو مین کیا کرون سے چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو *
سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے * **قوله** قوم ابراہیم نے مغفرت نہین مانگی بلکہ حضرت ابراہیم کو آگ مین
ڈالدیا **اقول** پادری صاحب نے قرآن شریف کی عبارت فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ پر یہ اعتراض کیا
تھا کہ ب پر نصب کس سبب سے ہے اُسکے جواب مین اعراب القرآن کی یہ عبارت لکھدی گئی تھی اعرابه
کا عراب وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا فالجمهور علی نصب اللام علی ان اسم کان
ما بعد الا و هو اقوی من ان تجعلها خبرا و الاول اسما لوجهین احدهما ان قالوا یشبه المضمر
في انه لا یضمر و هو اعرف والثاني ان ما بعد الا مثبت والمعنی کان قولهم رب اغفر لنا دابهم
في الدعاء و یقرء برفع الاول علی انه اسم کان وما بعد الا الخبر اسکو تو پادری صاحب سمجھے نہین
فقط ربنا اغفر لنا دیکھ کر یہ خیال کرکے کہ ہو نہو اس مین قوم ابراہیم کی مغفرت کا بیان ہی بناءً علیہ
یہ لکھدیا کہ قوم ابراہیم نے مغفرت نہین مانگی بلکہ حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالدیا لا حول ولا قوۃ الا باللہ
مارے تیر الیبوا اور ڈوبے خیر آباد سے ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی * این رہ کہ تو میروی بترکستان ست *
قوله وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ۔ ان ناصب اسم و رافع خبر ہے ان کی خبر مرفوع کہان ہے

اُسکا ہاتھ سب مین اور سب کا ہاتھ اُسمین ہوگا لیکن آپ کے علمای مفسرین اور بہت سے حضرات
مترجمین نے بیان جو کارستانیان کی ہین اور اسکے یے لفظین گرمی ہین انکو ملاحظہ فرمائیے نسخۂ عربیہ مطبوعہ
سنہ ۱۸۶۱ع (جسکے عنوان مین یہ لکھا ہی کتاب المقدس المشتمل علی کتب العہد العتیق الموجودۃ
فی الاصل العبرانی وایضاکتاب العہد الجدید لربنا یسوع المسیح طبعہ العبد الفقیر
ولیم واطس فی لندن المحروسۃ سنۃ ۱۸۶۱ المسیحیۃ علی النسخۃ المطبوعۃ فی رومیۃ العظمیٰ
سنۃ ۱۶۷۱ لمنفعۃ الکنائس الشرقیۃ) مین اس جملے کا یہ ترجمہ کیا ہی ھذا سیکون انسانا وحشیا
ویدہ ضد الجمیع وید الجمیع ضدہ اور ترجمۂ اردو (جسکے عنوان مین یہ لکھا ہی کتاب مقدس یعنی پرانا
اور نیا عہد نامہ انکا ترجمہ عبرانی ویونانی زبانون سے زبان اردو مین ہوا جسے تصحیح کرکے اب چوتھی بار
چھپواتے ہین میرزاپور مین نارتھ انڈیا بائیبل سوسائٹی کی طرف سے ارفن اسکول پریس کے وسیلے ڈاکٹر
میتھر صاحب کے اہتمام سے سنہ ۱۸۷۰ع مین چھاپی گئی) مین لکھا ہی وہ وحشی آدمی ہوگا اُسکا ہاتھ سب کے اور
سب کے ہاتھ اُسکے برخلاف ہونگے اور اسکے ریفرنس مین باب ۲۱ کی آیت ۲۰ کا حوالہ کیا اور وہان یہ لکھا ہی
اور خدا اُس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان مین رہا اور تیرانداز ہوگیا اور وہ فاران کے بیابان
مین رہا اور پھر اسی مترجم نے لفظ وحشی پر یہ ۱۱ نشان دیکر (یا گورخر سا) بھی لکھا ہے اور یہ سب عبرانی
لفظ پیرا مین ان حضرات نے یہ گل کھلایا ہے جسکے معنی پھل پھول پر اوقات بسر کرنے والا یا پھولا پھلا
یا خود مختار و غیر تابع وعجیب وانوکھا آدمی بھی ہے جیسا کہ جسنیس و برسلا وغیرہ عبرانی لغویون نے
تصریح کی ہی پس باوجود اسکے جو ان حضرات مترجمین نے یہ زہر اُگلا ہی تو لفظ گدھا اگر اسکو نہ کہینگے
تو اور کسکا نام دھرینگے افسوس ہی کہ ان حضرات مترجمین ومفسرین نے اپنی بائیبل کے فحوا و مطلب کو
بھی کچھ نہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے ان جملون کو حضرت ہاجرہ کی تسلی کے مقام پر ذکر فرمایا ہی پس ایسے محل مین
ہر عاقل وہی جملہ کہا کرتا ہی جس سے شخص مبتلا کو تسکین ہو نہ ایسا جملہ استعمال کرتا ہی جس سے اُسکا قلق وہیجان
اور بھی بڑھجاے پس مطابق اسکے اس مقام پر بھی ایسے ہی معنی لیے جاوینگے جس سے یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ
حضرت اسمٰعیل کے اوصاف محمودہ بیان کرکے انکی والدہ ماجدہ کی تسلی و تسکین فرماتا ہی یعنی وہ ایک شاندار

خود کن اگر میل سخن داری * چرا باید تصرف در زمین دیگران کردن * دیکھیے میور صاحب تاریخ کلیسا مین لکھتے
ہین قدیم فیلسوفون کے درمیان یہ رسم ایک عرصے سے جاری تھی کہ اپنی تصنیف کسی دوسرے ایسے شخص
کے نام سے مشہور کرین جسکو سب مانتے ہون تا کہ لوگ اُنکے مضامین کو دل دیکر پڑھین گو یہ عوام الناس کو
معلوم ہو کہ وہ مضامین صرف مصنف کے ہین یہ بات جہان صرف خیالی عقائد و رسے آین گفتگو ہو شائد
مضر نہو لیکن جب اُسنے دین عیسوی مین راہ پائی تو بجز اسکے اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ عموماً بدگمانی اور تکرار
پیدا ہو اور اُسکے اُسوقت کی صفائی مین داغ لگے اور آئندہ کے لیے بڑی بڑی خرابیون کا سامان
پیدا ہو یہی اُن جعلی انجیلون کی اور اعمالون کی اور مکاشفاتون کی جڑ ہوئی جو لوگون نے کسی نہ کسی حواری
کے نام سے مشہور کر دی ہین جو کتابین کہ بہت دن کے بعد لکھی گئین لوگون نے حواریون کے تابعین
کی تصنیف بتلا دین اسطرح کی دغا فریب اکثر کسی نئے مسئلے کو قدیم ثابت کرنیکے لیے خواہ تادیب مین کوئی
تازہ بات ایجاد کرنے کیلیے خواہ کسی اندازے کا اختیار حاصل کرنیکے لیے کام مین آتے تھے اور اس مکروہ مگر عام پسند
قاعدے کو کہ سچ کی تائید جھوٹ سے جائز ہو سکتی ہی لوگ جب ٹھہراتے تھے چھہ سو برس سے زیادہ یہ موجب سودائی کلیسائے
روم مین بنا رہا اور اُسی کتاب کے صفحہ ۱۹ مین لفظ نسطقی کی تفسیر مین لکھا ہی یہ لفظ یونانی ہی اُس زمانے مین
اسکے معنی صرف علم و دانش کے ہین لیکن آخر زمانے مین عیسائی مصنفون کے درمیان اُس سے مراد اُس
واقفیت سے لی گئی جو راز کے طور پر عقیدون سے یا پوشیدہ تفسیرون سے کہ ہر شخص کو معلوم نہین ہو سکتی
تھی ہوا کرتے تھے انتہیٰ اور عبرانی کا یہ حال ہے کہ پیدائش کے ۱۶ باب کی ۱۲ آیت مین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
کی شان مین یہ لکھا ہے והוא יהיה פרא אדם
ידו בכל ויד כל בו
یہ عبارت عربی حرفون مین یون لکھی جائیگی وھو یہ یہ پیری آدام یادو بکل وید کل بو اور
اسکا ٹھیک عربی ترجمہ یہ ہوگا وھو یکون انسانا حرا یدہ بالکل وید الکل بہ چنانچہ ترجمہ عربیہ
سنہ ۱۸۱۱ء مین یہی لکھا ہی یدہ فی الکل وید الکل فیہ جسکا اردو یہ ترجمہ ہوگا کہ وہ آزاد آدمی ہوگا اور

نظرنہ ذالی فھذا ھو الذی لمتنبی فیہ فوضع ذلك موضع ھذا رفعا المنزلۃ المشار الیہ انتہی کاش اگر آپ اسکو ملاحظہ فرماکر ذرا بھی غور فرماتے تو یہ اعتراض ہرگز نہ کرتے اور قرآن شریف کی تمثیل و فصاحت وبلاغت پر ضرور ایمان لاتے سے واذا خفیت علی الغبی فعاذر الا ترانی مقلۃ عمیاء قولہ سورہ منافقون رکوع ۱ سَوَآءٌ عَلَیۡهِمۡ اَسۡتَغۡفَرۡتَ لَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ لَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ الی قولہ اَسۡتَغۡفَرۡتَ کس کا صیغہ اور کس باب سے ہے جو کہ ہمزہ بالنصب ہے اگر باب استفعال سے ہو تو ہمزہ بالکسر ہونا چاہیے الی قولہ ہمزہ وصلی ہو نہ قطعی الی قولہ اگر ہمزہ استفہام ہو تو محذوف ہمزہ وصلی کی کیا وجہ ترجمے مین ہمزہ استفہام کا ترجمہ فارسی اردو مین نہین ہے اور تستغفر کے بعد لھم کا ترجمہ اردو مین کیون ترک کیا واستغفرت صیغہ ماضی کو استغفر صیغہ امر کی جگہہ کیون استعمال کیا اقول یہان پر پادری صاحب نے بزعم خود الٹی سوال اسکے بہت سازہ اگل گئے پس نمبروار ہم سبکے جواب پیش کرتے ہین ع گر قبول افتد زہی عز و شرف پہلے سوال کا جواب تو پادری صاحب نے خود ارشاد فرمایا ہو کہ اَسۡتَغۡفَرۡتَ صیغہ ماضی الی قولہ باب افعال سے ہے اور ثانی کا جواب اعراب القرآن مین یہ لکھا ہو والھمزۃ فی استغفرت لھم مفتوحۃ ھمزۃ قطع وھمزۃ الوصل محذوفۃ وفی حاشیۃ البیضاوی بفتح الھمزۃ لکونھا ھمزۃ الاستفہام وسقوط ھمزۃ الوصل اور ثالث کا یہ جواب ہے کہ جب لفظ اَم کا ترجمہ کیا گیا تو ہمزہ استفہام کے ترجمے کی ضرورت نہ رہی کیونکہ اسی سے مطلب سمجھا جاتا ہو کما لا یخفی اور رابع کا یہ جواب ہو کہ جن تراجم قرآن مین لفظی ترجمہ کیا گیا ہو انمین لفظ لھم کا بھی ترجمہ ہوا ہے اور جنمین مرادی ترجمہ ہوا ہو انمین ان ضمائر وصلات کے ترجمے کی کوئی ضرورت نہین سمجھی گئی کیونکہ نفس مطلب بدون انکے بھی حل ہوجاتا اور ہر شخص اصل مطلب بوجھہ جاتا ہو پس باوجود اسکے بھی انکا ترجمہ کرنا اردو فارسی ترجمون کو غیر فصیح کرنا بلکہ بعض جگہہ غیر مفہوم و معقد کردینا ہو جیسے کہ ان نقائص وعیوب سے آپکے بائبل کے ترجمے مملو ومشحون ہین کما لا یخفی علی المتدرب اور خامس کا یہ جواب ہو کہ ماضی مین تصرم وتحقق ہوتا ہو اسلیے ایسے محل مین بھی مذکور ہوا کرتا ہو کما لا یخفی علی المھرۃ قولہ سورہ بقرہ رکوع ۱۲ وَمَا یَکۡفُرُ بِهَاۤ اِلَّا الۡفٰسِقُوۡنَ سورۃ الانفال رکوع ۴ اِنۡ اَوۡلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ الا فی الفاسقون والمتقون کے واو کو عمل بالنصب اعراب بالحرف یا نون

وخود مختار و بامراد آدمی ہوگا جیسا کہ آیت ۷ باب ۱۶ مین ہی کہ وہ تیر انداز ہوا تب ہی ٹھیک ہوگا نہ ایسا جملہ کہ وہ سب کے برخلاف ہوگا اور سب لوگ اُسکے برخلاف ہونگے اسمین اُنکی کیا تسکین ہوئی ہوگی بلکہ اور حیرانی و پریشانی اُنکی لاحق حال ہوئی ہوگی پس چونکہ عام عقلا کا کلام بھی اس سے مبرا و معرا ہوا کرتا ہے الہامی کلامون مین ایسا مضمون کیونکر پایا جاسکتا ہی پس اس سے ثابت ہوگیا کہ یہ حضرات مترجمین و مفسرین بائیبل کی گڑھت و بناوٹ ہی و بس ؎ زمضمون وزدی یاران نمی باشد غمی مارا ÷ چنان بستیم مضمون راکہ نتواند کسی بردن ÷ **قوله** اذًا اسم مبنی پر تنوین کیون ہوا الی قوله اذ اجملے کی طرف مضاف ہو تو جملے کو گرا کے اُسکے عوض اذ کو تنوین دیتے ہین نحویو مثل جینیڈ الی قوله یہ تنوین بالجر ہی اور اذ کی تنوین بالفتح ہی سورۃ العنکبوت وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ الی قوله سورۃ النازعات قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ **اقول** پادری صاحب جب آپنے یہان یہ تسلیم کیا کہ جملہ محذوفہ مضاف الیہ کے بدلے اذا منون ہوا ہی تو اُسیکے ساتھ یہ بھی کیون نہ خیال فرمایا کہ جیسا جملہ محذوفہ ہوگا ویسے ہی تنوین سے اذا منون ہوا کریگا چنانچہ جینیڈ ویو مثل کہ انکا مضاف الیہ جملہ حین اذ کان کذا و یوم اذ کان کذا ہی اسلیے یہ مجرور ہے اور جملہ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ مین اذا کنت قاریا کاتبا اور اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ مین اذا کرتنا ای رجعتنا تکون رجعۃ خاسرۃ ہی اسلیے یہ منصوب ہے پس افسوس ہے کہ آپ حیثیات کا فرق نہین کرتے اور ہر جگہ ایک ہی اعتبار جائز رکھتے ہین وہو کما ترٰی ؎ براہ جستجوی او قدم فہمیدہ نہ سالک ÷ کہ موسیٰ بے عصا این راہ نتوانست طی کردن ÷ **قوله** سورۂ یوسف رکوع ۴ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ الی قوله ذٰلِكُنَّ اسم اشارہ جمع مونث ہی ذٰلِكَ اسم اشارۂ مذکر کی جگہ پر کیون استعمال کیا کیونکہ مشار الیہ مذکر ہے کیا فصاحت و بلاغت کے یہی معانی ہین کہ ذٰلِكُنَّ اسم اشارہ جمع مونث کو ذٰلِكَ اسم اشارۂ مذکر کی جگہ پر مشار الیہ مذکر کے لیے استعمال کرین اور یہان پر مشار الیہ حضرت یوسفؑ ہین اگر عبارت قرآنی قَالَتْ فَذٰلِكَ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ہوتی تو از روی قواعد صرف و نحو درست ہوتی ای فهو ذلك العبد الكنعاني الذي لمتنني فيه **اقول** یہ سب تو آپ فرما گئے لیکن تفسیر بیضاوی وغیرہ مین جو یہ جملہ ہے اُسپر

یہ حکم مستثنے متصل کا ہی اور یہ مستثنی مفرغ ہی اور اسکا اعراب بحسب عوامل ہوا کرتا ہے کما مرفتذکر
ع گر سخن از خود نداری بہ کہ بربندی لسان ✤ تا یکی چون خامہ انی حرف مردم بر زبان ✤ **قولہ** سورۂ المائدہ
رکوع ۱۰ وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اِلٰہٌ اگر مستثنی منہ کو غیر محصورہ سمجھکے مستثنی کو حرف استثنا الا کے بعد ضمہ دیا ہے
تو سورۂ یونس رکوع ۲ مین اِلَّا النَّاسُ غیر محصورہ کے بعد واقع ہو مستثنی اُمَّةً کو ضمہ کیون نہ دیا وَمَا کَانَ
النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا **اقول** حضرت پادری صاحب کہ مَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اِلٰہٌ وَّاحِدٌ مین
جو آپ سمجھتے ہین وہ سمجھکر ضمہ نہین دیا گیا ہی بلکہ ان دونون آیتون مین مستثنی مفرغ ہونیکے سبب بحسب عوامل
اعراب دیا گیا ہے پہلا چونکہ محل خبر مین ہی اسلیے مضموم ہوا او ثانی کان کی خبر ہی اسلیے منصوب کیا گیا
اور الا ان دونون مین فارغ عن العمل یا فتائل خانہ دقیق جدا **قولہ** سورۂ ہود رکوع ۲ اُولٰٓئِکَ
الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ از روی قاعدۂ الا النار چاہیے سورۃ الرعد رکوع ۳ وَمَا الْحَیٰوةُ
الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ اگر مَتَاعًا ہو تو از روی قاعدۂ منضبطۂ صرف نحو عبارت صحیح و درست ہوتی
اقول چونکہ ان دونون آیتون مین بھی پہلی آیتون کے مانند مستثنی مفرغ ہین اسلیے از روی قاعدۂ
منضبطۂ صرف و نحو یون ہی درست ہین لیکن اگر آپ کی فہم عالی درست ہوگی تو یہ سب آپ کو درست
معلوم ہونگی والا ع وکم من عائب قولا صحیحا ✤ و آفتہ من الفہم السقیم **قولہ** سورۂ
یوسف رکوع ۱۰ اِسْتَیْئَسُوْا لَا تَیْئَسُوْا اِیَّنَّہٗ ۱۱ اِسْتَیْئَسَ یہ کیسے صیغے ہین اور الف کو تا و یا کے
مابعد زائد کرنے کی کیا ضرورت ہی و عین فعل بالنصب کیون ہی کیا فصاحت کو سبب سے یہ لغات مستعمل ہین
اقول فصول اکبری پڑھتے والا بھی ان صیغون کو بتلا دیگا لکن زیادۃ السین والیاء فیہ للمبالغۃ
کما فی البیضاوی و فیہ عن البزی استایس بالالف و فتح الیاء من غیر ھمزۃ و اذا وقف
حمزۃ القی حرکۃ ھمزۃ علی الیاء علی اصلہ انتہی اور اس مین مخل بالفصاحت کون امر ہی آپ کو ایسے
بیان کرنا تھا و الا جرح مجرد کوئی جرح نہین اور اسکے فصیح ہونے کے لیے قرآن مین آنا و فصحاء عرب عرباء
کے محاورے مین پایا جانا کافی ہی اما الاولی فظاہر و اما الثانی فقال مالک بن عوف سیف اللہ
یئس الاقوام انی انا ابنہ ✤ وان کنت عن ارض العشیرۃ نائیا ✤ کما فی الاتقان عن ابن

نہین کیا کیونکہ الا حرف استثنا مستثنےٰ منہ کے بعد آتا ہی مستثنیٰ کو نصب کرتا ہی **اقول** قال فی
ہدایۃ النحو و ان کان مفرغا بان یکون بعد الا فی کلام غیر موجب و المستثنیٰ منہ غیر مذکور
کان اعرابہ بحسب العوامل تقول ماجاءنی الا زید وما رأیت الا زیدا وما مررت الا بزید کاش
پادری صاحب نے اگر یہ عبارت بھی دیکھی ہوتی تو یہ سوال نکرتے ؎ چشم ہر کس کہ شد از سرمۂ عرفان روشن
آتش طور ز ہر سنگ توانند دیدن **قولہ** سورۃ الزخرف رکوع ۷ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ
اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ الی تو اعمل بالنصب الاعراب بالحرف یا کیا یعنے جو واو کہ المتقون مین ہی یا عمل کرکے المتقین کیا
آپ فرمایئے کہ سورۃ البقرہ و سورۃ الانفال مین الا نے کیون نہ عمل کیا اور سورۃ الزخرف مین عمل کیا
اسکی کیا وجہ ہی **اقول** اسکی یہی وجہ ہی کہ وہ استثنا مفرغ ہی اور یہ متصل ہے اور اسکا وہی اعراب ہوا کرتا ہی
اور اسکا یہی کاش آپ ہدایۃ النحو کافیہ بھی سمجھکر پڑھے ہوتے تو یہ سوال نکرتے کیونکہ اس مین آپ کی
قلعی کھلی جاتی اور رہی سہی قابلیت بھی ظاہر ہوئی جاتی ہی ؎ تر آدول مجنون چو دامنگیر شد لیلیٰ
درین رہ محملی خود راشبی پی میتوان کردن **قولہ** سورۃ الانبیا رکوع ۲ لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ
اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا الی قولہ سورہ آل عمران رکوع ۷ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ علامہ جلال الدین نے جو کہ
سورۃ الانبیا مین کہ الا حرف استثنا الہ کی جمع آلہۃ جمع منکورہ غیر محصورہ مستثنیٰ منہ کے بعد اور الا
کے بعد اللہ کو بالضم مستثنیٰ بیان کیا کہ یہان الا غیر کے مانند صفت ہی غیر کا عمل الا کے مانند ہو اسی سبب
الا ناصب نہین اب جناب مولوی الشیخ ابن حاجب کا قاعدہ آل عمران رکوع ۷ مین کیا ہوا کہ الا اللہ
مستثنےٰ منہ کے بعد واقع ہی اور الہ جمع منکورہ غیر محصورہ نہین ہی اللہ مستثنیٰ منصوب نہوکے بالضم کیون ہی
اقول علامہ ابن حاجب کے دونون قاعدے بجائے خود صحیح ہین ایک کو تو آپ تسلیم ہی کرتے ہین
باقی دوسرا وہ بوجہ مستثنیٰ مفرغ کے بحسب عامل اپنے مرفوع ہے کما لا یخفیٰ وقد سرحرا رافتند کر ؎
از تغافل حرف ما نشنید ما شرمندہ ایم یار را انگشت در گوش ست وما را در دہن **قولہ** اِنْ هٰذَآ
اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ اگر عبارت قرآنی ان ھذا الا سحرا مبینا ہوتی تو از روی قاعدہ صرف ونحو درست
ہوتی کیونکہ الا حرف استثنا مستثنےٰ منہ کے بعد و مستثنیٰ کے قبل واقع ہی مستثنیٰ کو نصب کرتا ہی **اقول**

علامۂ بیضاوی لکھتے ہین وجہ ان یعطف علی علتہ مقدرۃ ای نفصل الآیات لیظہر الحق
ولیستبین پس کوئی مترجم سلمہ اسکو غلط کہتا ہی اور نہ معاذاللہ باطل ٹھہراتا ہی ان بعض اسکو علتہ مقدرہ
پر معطوفہ قرار دیتے ہین اور بعض زائدہ مؤکدہ تجویز فرماتے ہین و لہما محمل حسن کما لا یخفی **قولہ** اصل عبارت
قرآنی مین بے شمار رد و بدل ہے کیونکہ کوئی قاری لتستبین کو لیستبین اور کوئی لیستبین
اور سبیل کو فعل لتستبین کا فاعل اور کوئی مفعول پڑھتا ہی ان بیانات قرارات سے نہ صرف تحریف عبارت قرانی
پائی جاتی ہے بلکہ مضامین مین آسمان و زمین کا فرق ہی اگر قرار کے تمام قرآن اجتماع کیے جائین تو اسقدر اختلاف
عبارت پایا جائیگا کہ ایسی رد و بدل و تبدیل عبارات کسی کتاب مین نہین ہی **اقول** پادری صاحب کے
بڑے بڑے اکابر علما اس امر کو تسلیم کر چکے ہین کہ دنیا مین قرآن کے سوا کوئی ایسی صحیح الاصل محفوظ المتن کتاب
نہین ہی جو اپنے زمانۂ شیوع سے آجتک بلا رد و بدل ہُو بہُو بعینہ موجود ہو اور ان اختلافات قراء مین ذرہ
برابر بھی کوئی مضمون اصلی قرآن کا نہین بدلتا چہ جائیکہ معاذاللہ آسمان و زمین کا فرق پڑ جاے کیونکہ در حقیقت
یہ حضرات قرا بھی مفسرین قرآن کے مانند محامل مختلفہ سے باحسن وجوہ اسکی تفسیر فرماتے ہین اور قرارات مختلفہ
سے بانواع متنوعہ نفس مطالب و اصل و مآل و مقصد مین سب ایک ہی مضمون ارشاد کرتے ہین عباراتنا
شتّی وحسنک واحد لیکن پادری صاحب جو یہ لکھتے ہین کہ اگر قراء کے تمام قرآن اجتماع کیے جائین
تو اولاً قرارات کی جگہ قرآن لکھتے ہین و ثانیاً جمع کی جگہ اجتماع تحریر فرماتے ہین اور ثالثاً اس سے مطلق
خبر نہین رکھتے کہ ان قرا کی تمامی قرارات ہمارے یہان مدون ہو چکین اور شاطبی و نشر وغیرہ کتابین اسی
غرض سے تصنیف و تالیف ہوئی ہین اور انمین سب کی چھان بین و جانچ پڑتال بخوبی ہو چکی ہی کہین سے
کسی طرح یہ ثابت نہین ہوتا کہ معاذاللہ ان قرارات متنوعات سے نفس مضمون قرآن بدل جاتا یا معاذاللہ
الٹ پلٹ جاتا ہی ہان پادری صاحب کی توریت و اناجیل البتہ ان محامد جلیلہ و اوصاف جمیلہ سے مملو ہین چنانچہ
اعجاز عیسوی وغیرہ رسالون مین کچھ اسکی قلعی کھولی گئی ہی پس پادری صاحب ایسا واہیات اعتراض کرکے ناحق
اپنا عیب کھلواتے اور فتنۂ خوابیدہ کو جگاتے ہین ؎ چو تیر انداختی بر روی دشمن * چنان دان کاندر آماجش
نشستی **قولہ** سورہ فاطر رکوع ۳ و لا تزر وازرۃ وزر اخری کجز لفظ اخری شل متشنرات تقید ہے متشنرات

عباسؓ والجمع وقال یحیی بن دبنل الیربوعیؔ اقول لاتل الشعب اذ ناسرونی + الم تیئسوا انی
ابن فارس زہدم + کما فی الصحاح والجمع وقال المتلمس الحماسیؔ الم تران الجون اصبح
راسیا + تطیف به الایام ما یتأیس + وقال محمد بن بشیر الحماسیؔ لا تیأسن و
ان طالت مطالبه + اذا استعنت بصبران تری فرجا + وقال لبید حتی اذا یئس
الرماۃ وارسلوا + غضفا دواجن قافلا اعصامها + **قوله** سورۃ الانعام رکوع ۱۴ لتستبین
کس کا صیغہ ہے اس فعل اور اسکے فاعل و مفعول مین کیون اختلاف ہی وکذلک نفصل الآیات
ولتستبین سبیل المجرمین ۵ واو عطف محض غلط ہی اگر عبارت فارسی ترجمۂ قرآن کو غور فرمائیے
تو صاف ظاہر ہوگا کہ مولوی ولی اللہ صاحب واو عطف کو غلط سمجھ کے عبارت فارسی مین نہین لائے
اگر عبارت قرآنی وکذلک نفصل الایات لتستبین سبیل المجرمین یون ہوتی تو از روی ترجمۂ
فارسی مولانا شاہ ولی اللہ صاحب درست ہوتی - ترجمۂ فارسی - وہمچنین تفصیل سکینم نشانہا را تا ظاہر شود راہ
ستمگاران **اقول** صیغہ تو اسکا ظاہر ہی باقی فاعل و مفعول مین جو اختلاف ہی اُسکا جواب یاد رکھیے اسی صفحے
مین خود تحریر فرماتے ہین قرأ نافع بالتاء ونصب السبیل علی معنی ولتستوضح یا محمد سبیلهم
فتعامل کلا منهم بما یحق له فصلنا هذا التفصیل وابن کثیر وابن عامر وابو عمرو ویعقوب
وحفص عن عاصم برفعه علی معنی ولتستبین سبیلهم والباقون بالیاء والرفع علی
تذکیر السبیل نافع نے فعل کو بالتاء و سبیل کو بالنصب اسلیے پڑھا کہ ای محمدؐ تو اُنکی راہ ظاہر کریگا
اور جو کچھ احکام حق اُنکے بارے مین ہین اُنکے لیے کما حقہ تعمیل کریگا اسواسطے ہمنے تفصیل الآیات بیان کی
وابن کثیر وابن عامر وابو عمرو ویعقوب وحفص شاگرد عاصم نے فعل کو بالتاء و سبیل کو سبیلُ اسلیے پڑھا کہ اُنکی راہ
ظاہر ہوگی اور باقیون نے فعل کو بالیاء لیستبین کو لتستبین و سبیل کو مذکر بالرفع کہ اُنکی راہ ظاہر ہوگی انتہی
باقی یاد رکھیے جو واو ولتستبین کو غلط فرماتے ہین اور اسکے ثبوت و سند مین مولنا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کا ترجمہ
دکھلاتے ہین تو ہم کہتے ہین کہ معاذ اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسکو غلط نہین ٹھہراتے بلکہ وہ تو اسی ترجمے کے
حاشیے مین یہ تحریر فرماتے ہین - نزدیک مترجم آنست کاین واو زائد است مثل واو وفتحت ابوابها اور

ن المجهورة ولو قال مستشرف لزال ذلك الثقل وهو سهو لان الراء المهملة ایضا من المجهورة
یجب ان یکون مستشرف ایضا متنافرا بل منشأ الثقل هو اجتماع هذه الحروف المخصوصة
انتهی پس بنا بر اسکے تنتشرون و تشرکون وغیرہ کوئی ثقیل نہین کما لا یخفی سہذا مین نے اسکے
شواہد و نظائر بھی فصحاے عرب عرباء سے نقل کر دیے ہین فتذکر **قوله** مولانا غیاث الدین نے جمع علم
صدق قول کی مثالون سے قرآن کی ثقالت کما حقہ ظاہر کر کے علماے دین محمدیہ کے لب بند کر دیے
سورۃ البقرہ رکوع ۲۴ غفور رحیم سورۃ المائدہ رکوع ۸ واسع علیم سورۃ الانفال رکوع ۲ سمیع علیم
سورۃ آل عمران رکوع ۲ اصیبع عملی سورۃ الحجر رکوع ۲ نحن نحی سورۃ النساء رکوع ۱۳ فتحریر رقبۃ
یہ تمام الفاظ قرآنی جمع علم و صدق قول کو جو مولوی محمد غیاث الدین نے مثال دی ہے اُسکے مانند ہین **اقول**
افسوس ہے کہ مدت سے پادری صاحب مشن کا کام کرتے ہین لیکن ابتک غیاث اللغات کا مطلب بھی نہین
سمجھ سکتے کیونکہ مولوی غیاث الدین رام پوری نے غیاث اللغات مین بتحقیق لفظ فصاحت یہ لکھا ہے فصاحت
کشادہ سخن شدن و تیز زبانی و خوشگوئی از منتخب و باصطلاح معانی کلام ست از الفاظیکہ زبان زد بلغا نباشد
و از ضعف ترکیب کلمات یعنی تراکیب غیر مانوس و الفاظ ثقیل و درشت و اجتماع دو حرف از یک جنس کہ موجب ثقل ست
چنانچہ درین الفاظ جمع علم و صدق قول کہ دو عین و دو قاف جمع شدند و الفاظ غیر مانوس و لغات مشکلہ کذا فی
مختصر المعانی و دیگر رسائل انتہی اسکی اور قیود کو تو پادری صاحب بالکل بھول گئے لیکن جملہ اخیرہ کی فقط دو مثالون
پر بھولکر قرآن شریف کی ثقالت ثابت کرنے لگے اور یہ نسمجھے کہ مولوی غیاث الدین صاحب نے یہ زبان فارسی کیلیے لکھا
ہے کیونکہ حرف عین و قاف حروف مخصوصہ عربیہ سے ہین کہ فارسی مین ہرگز نہین آتے چنانچہ مولوی روشن علی قواعد
فارسی مین لکھتے ہین ؎ ہشت حرفست آنکہ اندر فارسی نایدہمی ✽ تا نیاموزی نباشی اندرین معنی ستاء ✽ بشنو
از من تا کدام ست آن حروف و یادگیر ✽ ثاء و حاء و صاد و ضاد و طاء و ظاء و عین و قاف ✽ اور پھر یہی حضرت خواص
حروف تہجی مین لکھتے ہین و ہمچنین اگر عین در کلمۂ فارسی یافتہ شود در اصل الف بودہ کہ بتغیر لہجہ عین خواندند و حرف
قاف کہ بیان مین لکھتے ہین این حرف در فارسی نیامدہ و اگر یافتہ شود در اصل غین بود یا کاف چون قالیچہ و قلندر و اغنال
ان اما قند معرب کند ست انتہی پس زبان فارسی کی یہ غایت درجہ کی فصاحت و نہایت مرتبہ کی بلاغت ہے کہ اُس مین الفاظ

ہین تا زا ایک مخرج سے ہین اسی سبب سے ثقیل ہے وہی حال تزد کا کہ جسکے سبب سے ثقیل ہے تنذر کو بھی ثقیل تصور فرمائیے اقول ستشزرات اس سبب سے ثقیل نہین ہو کما سیأتی اگر آپکے پاس اسکی کوئی دلیل ہو تو بیان فرمائیے والا دعوی بے دلیل قبول خرد نہین اور جب اسکا اس سبب سے ثقیل ہونا باطل ہوا تو اسپر تزد و ازرۃ و زر اور تنذر کا متفرع کرنا بھی باطل ہوگیا کما لا یخفی ومعہذا قال ابو نواس ساخذ من قولیھا طرفیھا + واشربھا لا فارق الوازر الوزر اور تنذر کو کوئی اسپر قیاس نہین کرسکتا کما لا یخفی ومعہذا قال ابن احمر کما فی الصحاح کودوت لیلی من تنوفیۃ + لما عتۃ تنذر فیھا النذر + اور لفظ اخوی کو آپنے بیان مستثنی فرمایا ہو اور اپنے نسخہ مین اسپر بھی ایک قدم مارا ہے لیکن یہ نہ سوچا سے چراغی را کہ ایزد بر فروزد + ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد + قولہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۷ استفزز تو ازحد ثقیل ہے اقول یہ دعوی بلا دلیل ہے کیف وقد قال فی القاموس فزعنی عدل والفرد والظبی فزع والرجل یفز فزازۃ وفروزۃ توقد وفلانا عن موضعہ فزازہ عجلہ والجرح یفز فزیزا اسال وندی واستفززہ استخفہ وفی الصحاح وقعد مستفزا ای غیر مطمئن وافززتہ افزعتہ وازعجتہ وطیرت فؤادہ قال ابو الذیب والدھر لا یبقی علی حدثانہ + شبب افزتہ الکلاب مروع + قولہ اگر علامۂ تفتازانی کی عبارت کان من قرب المخارج او بعدھا او غیر ذلک کو بنظر غور تصور فرمائیے تو اظہر من الشمس ہے کہ الواعہا ثقیل ہے اقول عبارت علامۂ تفتازانی کو بخوبی غور کیا اُس سے ابین من الامس ظاہر ہوا کہ الواعہد غیر ثقیل ہے وشواھدہ قدمر قولہ اور علامۂ تفتازانی نے بیان کیا ہو کہ بعض علما کا ظن ہو کہ مستشزرات اس سبب سے ثقیل ہے کہ شین تا و زا کے درمیان ہو سورۃ الروم رکوع ۳ تنتشرون سورۃ الانعام رکوع ۹ تشرکون انمین شین تا اور را کے درمیان ہے اور را و زا کا ایک مخرج ہو انکے قول مطابق اسکے یہ دونون مستشزرات کے مانند ثقیل ہین اقول علامۂ تفتازانی نے اس ظن کو رد کیا ہو نہ کہ اسکو معتبر سمجھکر بیان کیا ہو کما قال فی المطول وزعم بعضھم ان منشأ الثقل فی مستشزرات ھو توسط الشین المعجمۃ التی ھی من المھموسۃ الرخوۃ بین التاء التی ھی من المھموسۃ الشدیدۃ والزاء المعجمۃ التی ھی

بعضہم ایضاً ؎ ولا الضعف حتی یبلغ الضعف ضعفه ٭ ولا ضعف ضعف الضعف
بل مثله الف الف۔ اور میرزا قتیل شجرۃ الامانی مین لکھتے ہین فصاحت در کلام آراستگی عبارت بالفاظی ست کہ دران
تنافر حروف راہ نہ باشد یا خود متنافر نباشد مثال آن از علم و عمل علم عزت برافراشتہ دیگر قلعہ قلوب قدریان قافلہ
قرب از قشون قلق آنقدر وہ قدح پیمایان قرابہ قرب قادر ذوالمنن دست تاسف عنان نشاط از کف اختیار ہا
کردگان صحرای اشتیاق قامت آن بریق قین خراب برسر است اور پادری صاحب کی مستند مولوی غیاث الدین احمد
غیاث اللغات مین بضمن تحقیق لفظ تنافر تحریر فرماتے ہین تنافر نفرت نمودن و گریختن ست و باصطلاح علم معانی اجتماع
الفاظی چند کہ تلفظ با آنہا ثقیل باشد و از ان طبع نفرت گیرد چنانچہ صدق قول و چنانچہ عمارت توران وخصوصاً کہ یکدم
آنرا دو سہ بار بگوید چنانچہ این الفاظ خواجہ توجہ تجارت میکنی انتہیٰ اور با این ہمہ فصحا و بلغا کے کلام مین ایسی
تکرار مکرر و متوالی بھی آئی ہے فارسی مین طوطی ہند امیر خسرو دہلوی فرماتے ہین ؎ بیچارہ خسرو خستہ را خون بخشش
فرمودہ است ٭ خلقے بہشت یکطرف آن شوخ تنہا یکطرف ٭ اور حضرت جامیؒ فرماتے ہین ؎ در اصلاح شان
کرم رسم قدیم ست ٭ کریم ابن الکریم ابن الکریم ست ٭ وفی العربی قال الشاعر ؎ رأیت صبیاً علی
قصیر یخجل البدر ٭ والہلال لا ٭ فقلت ما اسمك فقال لولو فقلت لی لی فقال لا لا ٭ وقال
الشیخ عبد القادر الجیلی ؒ ؎ کفاك ربك کم یکفیك واکفة ٭ کفکافها ککمین کان
من کلکا ٭ تکر کرا الکر فی کبد ٭ تحکی مشکشکة کلکلك لکلکا ٭ کفاك ما بی کفاك الکاف
کربته ٭ یا کوکبا کان تحکی کوکب الفلکا ٭ وقال امرء القیس ؎ غموض غضوض الجحل لو انہا مشت
به عند باب السبسبین لکا انفصل ٭ الا لا الا الا لا لا الا الا لا ٭ ولا لا الا الا لا الا لا الا من رحل
فکم کم وکم کم ثم کم کم وکم کم ٭ قطعت الفیافی والمہامہ لم امل ٭ وکاف وکفکاف وکفی
یکفها ٭ وکاف کفوف الودق من کفها انہمل ٭ فلو لو ولو لو ثم لو لو لو لو ٭ دنا دار سلمی
کنت اول من وصل ٭ وفی فی وفی فی ثم فی فی وفی فی ٭ وفی وجنتی سلمی اقبّل لم امل ٭ وسل سل
وسل سل ثم سل سل وسل وسل ٭ وسل دار سلمی والربوع فکم اسل ٭ وشضل وشضل ثم
شضل عشضل ٭ علی حاجبی سلمی یزین مع المقل ٭ پس ان سب سے یہ ثابت ہوا کہ امر فصاحت و منافرت

زبان غیر نہ آوین چنانچہ شاہنامۂ طوسی اسی صنعت کے سبب سے بیمثل ہو رہا ہی پس جب فارسی زبان مین کوئی حرف
عربی کا آویگا تو ضرور اُسکی سلاست و فصاحت کو گھٹاویگا خصوصاً اُس حال مین کہ بموجب یک نشد دو شد کی دو دو
حرف اکٹھا آجاوینگے تو بیشک اُسکو مرتبۂ فصاحت سے گراوینگے اسی بنا پر صاحب غیاث نے یہ سب لکھا اور اسی لیے
فقط انھین دو مثالون پر اکتفا کیا کیونکہ انکے ماسوا مین یہ ترکیب بلا تردد جائز ہی دیکھیے شرف الدین بخاری لکھتے مین
؎ بین بآن نیم من کہ بماند + بای شوید ہر انکہ می داند + اور حضرت خواجہ حافظ فرماتے ہین ؎ شکر شکن
شوند ہمہ طوطیانِ ہند + زین قندِ پارسی کہ بہ بنگالہ میرود + اور غنی کہتے ہین ؎ چشم کرم مدار ز شاہان کہ
جز بند + آئینہ خلعتے ز سکندر نیافتہ است + اور میرزا صائب لکھتے ہین ؎ ما جاب آلودگان ز اجرات پروانہ نیست +
گرد سر گردیدنِ ما گردِ دل گردیدن ست + اور علی حزین فرماتے ہین ؎ چرا بارِ دلِ نازک کنم نازِ طبیبان را +
کہ آن لعلِ مسیحا دم مرا بیمار نگذارد + اور حضرت سعدی ارشاد کرتے ہین ؎ اطفال پند و ہر دو زر وپوش +
خرما بجز رند و زر نباشد + اور میرزا قتیل شجرۃ الامانی مین لکھتے ہین فصاحت کلمہ خالی بودن لفظ ہست از غرابت
چون ملامس یعنی مسلم و عقیان بمعنی زر و سرحان بمعنی گرگ و دیگر اصطلاح و محاورہ یک لفظی کہ در استعمال نباشد و تنافر حروف
و آن جمع شدن حروف ثقیلہ ست چون منخع یعنی چراگاہ و پشیزوار زیر فارسی انتہی اور پھر عربی و فارسی دونون مین
جب ایسے قریب المخارج حروف مکرر و متوالی یعنی متعدد پے در پے واقع ہون تو البتہ وہ معیب سمجھے گئے ہین و الا دو ایک
لفظ مخل بالفصاحۃ نہین ہین دیکھیے مطول مین لکھا ہی و التنافر ان یکون الکلمات ثقیلۃ علی اللسان
فمنہ ما ہو متناہ فی الثقل کقولہ ؎ ولیس قرب قبر حرب قبر + وقبر حرب بمکان قفر + و منہ
ما دون ذلک مثل قول ابی تمام ؎ کریم متی امدحہ امدحہ و الوری معی و اذا ما لمتہ لمتہ
وحدی + قال المصنف رح فان فی امدحہ ثقلا لما بین الحاء والہاء من القرب فلعلہ اراد ان فیہ
شیئا من الثقل فاذا انضم الیہ امدحہ الثانی تضاعف ذلک الثقل وحصل التنافر المخل بالفصاحۃ
انتہی اور مستطرف فی کل فن مستظرف مین لکھا ہی و من المستحق فی الالفاظ بتباعد مخارج الحروف فاذا
کانت بعدۃ المخارج جاءت الحروف متمکنۃ فی مواضعہا غیر قلقۃ ولا مکدودۃ والمعیب من
ذلک کقول القائل ؎ لو کنت کنت کتمت الحب کنت کما + کنا و کنت و لکن ذاک لم یکن + و کقول

حصرا فالذاریات قمحا فالطاحنات طحنا فالخابزات خبزا فالثاردات ثردا فاللاقمات لقما
اهالته وسمنا ولقد فضلتم علی اهل الوبر وما سبقکم اهل المدر ۔ کو پڑھا ابوبکر صدیق انگشت تاسف و حیرت دانتون سے کاٹنے لگے اور تمام مسلمانون کے لب بند ہو گئے **اقول** قرآن شریف کے مقابلے مین فصحاے عرب کے جو عجز و تواضع بالتواتر منقول ہین وہ سب اوپر مذکور ہوئے کہ سب بمقابل اسکے عاجز آگئے اور باوجود عربیت خالصہ و محنت شاقہ و مخالفت تامہ کے بھی کچھ نکر سکے پھر جو پادری صاحب یہ مہمل عبارت قرآن شریف کی ہمثل آیتون کے مقابلے مین پیش کرتے ہین تو پہلے انکو اپنے منقول عنہ کا نام لکھنا ضرور تھا کہ کس مورخ و محقق نے یہ قصہ لکھا ہو تاکہ اسکی تنقیح و تنقید کیجاتی خیر اب پادری صاحب کو یہ بات سمجھائی جاتی ہو کہ یہ بالکل مفتری و مہمل ہے کیونکہ اس قصے مین آپ لکھتے ہین کہ ابوبکر رض یہ سنکر انگشت بدندان ہو کے متاسف ہوے اور یہ آجکل کے مسلمانون کو البتہ نصیب ہے ورنہ اُس زمانے مین اگر کوئی صاحب اسمین کچھ لب ہلاتے تو حضرت ابوبکر رض اُنکا ایسا لب بند کر دیتے کہ پھر وہ کبھی لب ہلا سکتے وثانیاً یہ کلمات بالکل واہیات از قبیل جہلات ہین کیونکہ کسی مین اُنکے صلے غیر مربوط ہین اور کسی مین اُنکے متعلقات غیر مضبوط اور کہین قسم ہے تو جواب مفقود اور جواب ہو تو قسم غیر موجود اور کہین ضمیر ہے تو مرجع نہین اور مرجع ہو تو وہ اُسکا موقع نہین اور کہین ضمیر مخاطب ہے تو مرجع غائب اور مرجع متکلم ہو تو ضمیر مخاطب اور پھر ان صنائع و بدائع کے سوا روح کلمات یعنی نفس مطلب کا کچھ پتہ ہی نہین پس ایسی مہمل عبارت کو قرآن شریف کی بیمثل عبارت سے کیا علاقہ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ہمارے علماے مفسرین و فضلاے محققین نے بے مثلیت قرآن مین جو تحقیق و افادہ فرمایا ہے پہلے آپ اُسکو ملاحظہ کر لیجیے تب معارضۂ قرآن کا دم بھریے حضرت یہ ایسا مشکل کام ہو کہ عرب عربا بھی اسمین عاجز آئے اور لیس ھذا من کلام البشر کے سوا کچھ نہ کہہ سکے ہیچ ہے **سعہ** پیش لب یار کہ جان پرورست ✤ ہر کہ زند دم ز مسیحا خر ست ✤

قوله سورۃ البقرہ رکوع ۱۷ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا کو جواب دیا یعنی اب کہینگے بیوقوف لوگ کاہے پر پھر گئے مسلمان لوگ اپنے قبلے سے جس پہ تھے یہ مقام غور و انصاف طلب ہے کہ یہود کی اطمینان کلی اس جواب سے ہوئی یا نہین **اقول** یا دھیان

قرب المخارج وبُعد المخارج کی تکرار و توالی وغیرہ پر موقوف نہین ہی بلکہ اسکا مدار فقط اہل لسان کے اذواق صحیحہ پر ہے جسکو وہ فصیح سمجھین وہی صحیح ہی اور جسکو وہ مخل وسنا فر جانین وہی قبیح کما قال العلامۃ الچلپی فی حاشیۃ المطول وقد صرح ھناک بان عدۃ الذوق الصحیح ثقیلا متعسر النطق فھو متنافر سواء کان من قرب المخارج او بعدہ او غیر ذلک اور اسمین کوئی شبہہ نہین کہ عرب عربا نے اس ترکیب معترضہ پادری صاحب کو صحیح کہا اور اُنکے فصحا و بلغا نے بحسب اذواق صحیحہ اپنے اسکو فصیح سمجھا ہی کما قال طرفۃ ؎

وان شئت سامی واسط الکور رأسھا + وعامت بضبعیھا نجاء الخفیدد ؎ وقال ایضا ؎

وان یقذفوا بالقذع عرضک اسقھم + بکأس حیاض الموت قبل التھدد ؎ وفی الحماسۃ

لا یحمل العبد فینا فوق طاقتہ + ونحن نحمل ما لا تحمل القلع اب پادری صاحب کے لب ایسے بند ہوگئے کہ پھر کُھل نہین سکتے اور بمقابل ان ادلۂ قاطعہ وبراہین ساطعہ کے قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت پر آ وہ کچھ سُنہ نہین آسکتے وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا فالحمد للہ واللہ اکبر کبیرا **قولہ** فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْہُ اَوْ حَرِّقُوْہُ فَاَنْجٰہُ اللہُ مِنَ النَّارِ اگر عبارت قرآنی سورہ عنکبوت رکوع ۳ فما کان جواب قومہ غیر ان قالوا البعضھم بعضنا اقتلوہ و حرقوہ فانجاہ اللہ من النار ہوتی تو از روی قاعدہ فصیح ہوتی **اقول** معلوم نہین وہ کونسا قاعدہ ہی جس کی رو سے یہ عبارت غیر فصیح ہوئی اور وہ کونسا قاعدہ ہے جس سے مطابق ہوکر یہ آپکے نزدیک فصیح ٹھہری کاش اگر آپ وہ قاعدہ بھی تحریر فرماتے تو ہم اُسکی بہار بھی دکھادیتے واذ لیس فلیس اور جس قاعدے سے یہان آپنے بزعم خود عبارت قرآن کی اصلاح کی ہی وہ خود غلط الاغلاط انشا غلط ہی کیونکہ لفظ بعض لفظاً و معناً مفرد ہی پھر معلوم نہین کہ اُسکے لیے آپنے قالوا صیغہ جمع کس قاعدے سے تجویز فرمایا اور صفحہ ۱۵ مین جو یہ لکھا ہی کہ علم عربی مین نہایت وسعت وبسطت ہی یعنی واحد کا صیغہ واحد کے لیے تثنیہ کا صیغہ تثنیہ کے لیے جمع کا صیغہ جمع کے لیے یہ سب موجود ہین اُسکو یہان کیون فراموش کیا سچ ہی دروغگو را حافظہ نباشد **قولہ** اہل اسلام نے سورۃ الذاریات وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا کو فصحاے عرب سے ایک کے روبرو پڑھا تو سورۃ الذاریات کے مقابلے مین والباذرات ذرعا فالحامرات

جب اپنے عیسائی مذہب کے اعتراضات کرتے کرتے تھک گئے تب یہودیوں کے وکیل بنے خیر یکی ہو فرق نیست میان دو ابروت + خوش مصرعی بمصرع دیگر رسیدہ است + آپ حضرت پادری صاحب جن یہودیوں کو ذرا بھی عقل وقوف تھا وہ اسکے بعد کے جملے قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ کو سنکر دم بخود ہو گئے اور اُنکو اس سے اطمینان کلی ہو گیا کہ قادر مطلق وفاعل مختار کو اختیار ہے جدھر چاہے اپنے بندوں کو پھیر دے اور جبتک جدھر چاہے اُدھر نماز پڑھنے کا حکم فرمادے پس سولہ سترہ مہینے تک مشیت ایزدی اسی کی مقتضی رہی کہ لوگ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھیں اور اُسکے بعد یہ حکم ناطق ہوا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پس جو آپکے مسلمان وفرمانبردار تھے اسکو سنتے ہی بلا ردوکد کعبہ کی طرف پھر گئے اور جو آپکے مانند راہ ہدایت سے دور پڑے تھے وہ بھٹکتے پھرے کما قال اللہ تعالیٰ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○

(حاشیہ: سورہ بقرہ رکوع ع ۱۷ پارہ ۲ سیقول)

تمت وباسمك اللهم تمت

شد ختم بر حدیثِ تو آخر بیانِ ما
باشد نگین نامِ تو مُہرِ دہانِ ما

کتبہ ابو محمد عبد اللہ غفر لہ
۱۳ - رجب سنہ ۱۳۰۹ مقام کلکتہ

خاتمۃ الطبع

بعون اللہ المنان یہ رسالہ ہدایت مقالہ موسومہ بہ البیان لفصاحۃ القرآن ماہ صفر سنہ ۱۳۱۰ ہجری مقدسہ کو مطبع انتظامی واقع کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی مرحوم مین انتظام نیاز مند بارگاہ صمد محمد عبد الواحد سے بحلیۂ طبع آراستہ ہوا